الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19 — جمعۃ المبارک 16 نومبر 2012ء — یکم محرم الحرام 1434 ہجری قمری — 16 نبوت 1391 ہجری شمسی — شمارہ 46

آنکھوں پر صبر کرنے والا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جب مَیں اپنے بندہ کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعہ آزماؤں اور وہ صبر کرے تو مَیں اس کے بدلے اس کو جنت دیتا ہوں۔ آپ کی مراد اس سے اس کی دو آنکھیں تھیں۔

(ریاض الصالحین باب الصبر۔حدیث نمبر 34)

ہمیشہ یادرکھیں کہ جس طرح مردوں کے لئے نیک کام کرنا، نیکیاں بجالانا ضروری ہے اُسی طرح عورتوں کے لئے بھی اور نوجوان لڑکیوں کے لئے بھی، بڑی عمر کی عورتوں کے لئے بھی، بچیوں کے لئے بھی اپنے اپنے دائرے میں نیک کام کرنا اور نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے رُکنا اور برائیوں سے روکنا ضروری ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، والدین، رشتہ داروں اور ہمسایوں سے حسن سلوک، اسی طرح امانت اور عہدوں کی حفاظت، سچائی کے اظہار، عاجزی، حسن ظن، شکر، احسان وغیرہ نیکیوں کو اپنانے کی تاکیدی نصیحت۔ اسی طرح دوسروں پر عیب لگانے، بغیر علم کے بات کرنے، غیبت اور جھوٹ جیسی برائیوں سے بچنے کے لئے اہم نصائح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ نے جو عہد بیعت باندھا ہے وہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اپنے بچوں کو، اپنی نسلوں کو جماعت کے ساتھ اس طرح جوڑ دیں کہ وہ جماعت کی خاطر ہمیشہ قربانیاں کرتے چلے جائیں۔

اسلام کی تبلیغ کرنے کا جہاد ہے جو ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ کرنا ہے اور اس میں عورت کا بڑا اہم کردار ہے جو اُس نے ادا کرنا ہے چاہے وہ نوجوان ہے یا بچی ہے یا بڑی عمر کی عورت۔

جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ایمان افروز تذکرہ

(لجنہ اماء اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مئی مارکیٹ منہائم میں 17 ستمبر 2011ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (آل عمران:111)

یعنی تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ پھر چند آیتیں آگے جا کر اللہ تعالیٰ ان باتوں کا دوبارہ ذکر کرنے کے بعد اعادہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ (آل عمران:114)، یعنی نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں۔ اور یہ نیک کام سرانجام دینے کی وجہ سے اور برائیوں سے روکنے کی وجہ سے فرمایا وَ اُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ یعنی یہ لوگ نیکوں میں سے ہیں۔ یہی لوگ اصل نیک شمار ہوتے ہیں جو کہ یہ نیک کام کرنے والے ہیں۔

اب یہ حکم اُمّت کے لئے ہے۔ اگر ہم جائزہ لیں تو کیا مسلم اُمّہ میں ہمیں یہ باتیں نظر آتی ہیں جس کے بعد کہا جائے کہ وہ خیرِ امّت ہے، سب سے بہترین امّت ہے۔ بلکہ آج کل تو مغربی دنیا بھی، میڈیا بھی اتنا زیادہ مسلمانوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اُن کے نقائص ظاہر کر رہا ہے اور اس میں حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ برائیاں اُن میں ہیں۔ تو پھر کون وہ خیرِ امّت ہے جو سب سے بہتر ہے اور سب انسانوں کے فائدے کے لئے ہے جو نیکیوں کی تلقین کرنے والے ہیں اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔ وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو مانا اور یہ عہد کیا کہ ہم اُن تمام باتوں پر عمل کریں گے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور تمام اُن باتوں سے رکیں گے جن سے رکنے کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور نیکیوں کو آگے بڑھائیں گے۔ اپنے اندر بھی نیکیاں رائج کریں گے۔ اپنے گھروں میں بھی نیکیاں رائج کریں گے۔ اپنے ماحول میں نیکیاں رائج کریں گے اور معاشرے میں بھی رائج کریں گے اور جس ملک میں رہ رہے ہیں وہاں بھی رائج کریں گے۔ اور یوں پھیلتے پھیلتے ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں نیکیوں کو رائج کرنا ہے اور برائیوں کو روکنا ہے۔

اُمّت کا لفظ یہاں استعمال ہوا ہے اور اُمّت میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں۔ یہ فرض جو ہے جس طرح مردوں کا ہے اُسی طرح عورتوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ عورت میری امّت سے باہر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت سے باہر ہے۔ عورتیں بھی اُسی طرح سب کام کرنے کی ذمہ وار ہیں جس طرح مرد ذمہ وار ہے۔ اور اگر عورتیں اس فریضے کو انجام نہیں دے رہیں تو تب وہ اُمّت سے باہر نکل جاتی ہیں۔ یہ اُمّت میں شامل ہونے والوں کی ایک نشانی بتائی گئی ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جس طرح مردوں کے لئے نیک کام کرنا، نیکیاں بجالانا ضروری ہے اُسی طرح عورتوں کے لئے بھی اور نوجوان لڑکیوں کے لئے بھی، بڑی عمر کی عورتوں کے لئے بھی، بچیوں کے لئے بھی اپنے اپنے دائرے میں نیک کام کرنا اور نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے رُکنا اور برائیوں سے روکنا ضروری ہے۔ جس طرح مرد برائیاں کرکے اس دائرے سے باہر نکل جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ اسی طرح عورتیں بھی اُس دائرے سے باہر نکل جاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ عورت بھی خیرِ امّت کا حصہ ہے۔ اور کونسی عورت ہے جو خیرِ امّت کا حصہ ہے؟ وہ عورت وہ ہے جو اس بات کو سمجھ لے کہ میں مسلمان ہوں اور میں نے تمام اُن باتوں پر عمل کرنا ہے جن کے کرنے کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

ابھی آپ نے قرآنِ کریم کی تلاوت سنی۔ سچ بولنے والیاں، نیکیاں قائم کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں، اپنی حفاظت کرنے والیاں، یہ جو ساری چیزیں ہیں اور جو باتیں ہیں یہ جس طرح مومن مرد میں ہونی ضروری ہیں

مومن عورتوں میں بھی ضروری ہیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ یادرکھنا چاہئے۔ پھر یہی نہیں کہ آپ میں یہ سب چیزیں پیدا ہوگئیں تو بس۔ بلکہ فرمایا کہ تم لوگ لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک مومن مرد اور ایک مومن عورت سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے۔ ایک مومنہ اگر ہمیشہ مومنہ ہونے کا حق ادا کر رہی ہے تو چاہے وہ بچی ہے، چاہے وہ نوجوان لڑکی ہے، چاہے وہ بڑی عمر کی عورت ہے اُس سے دوسرے کو بھلائی اور خیر پہنچنی چاہئے، دوسرے کو فائدہ پہنچنا چاہئے۔ اگر فائدہ نہیں پہنچا رہیں تو پھر سوچیں، غور کریں۔ بڑے فکر کا مقام ہے کہ آپ اُمّت کے اُن لوگوں میں شامل نہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم خیرِ امّت ہو اور جنہوں نے اِس زمانے میں پھر اُس عہد کی تجدید کی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی تمام برائیوں کو چھوڑتے ہیں اور تمام نیکیوں کو اختیار کریں گے اور اُن حکموں پر چلنے کی کوشش کریں گے جن پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ پس ایک حقیقی مومنہ کبھی کسی دوسرے کا برا نہیں چاہ سکتی۔ جب بھی اُس کے سامنے کوئی آئے گا اُس کو یہ پتہ ہوگا کہ مجھے اس سے سوائے خیر کے، بھلائی کے اور فائدے کے اور کچھ نہیں ملنا۔ یہ تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ مجھے کسی مومنہ عورت سے کوئی نقصان پہنچ سکے کیونکہ یہ نیکیوں کی ہدایت کرنے والی ہیں اور برائیوں سے روکنے والی ہیں۔ لیکن نیکیوں کی ہدایت کرنے کے لئے پہلے خود نیکیوں کو اختیار کرنا ہوگا۔ نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بات نہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف: 30)۔ جو تم کرتے نہیں اُس کو کیوں کہتے ہو۔ پس ظاہر ہے کہ نیکیوں کی تلقین جب کرنی ہے تو پھر اپنے آپ کو بھی اُن نیکیوں میں اس طرح ڈبونا ہے کہ آپ سے ہر وقت خیر ہی خیر کے چشمے پھوٹتے ہوں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہوتی ہو۔

حقوق اللہ کیا ہیں؟ نماز ہے، روزہ ہے، زکوٰۃ ہے، حج ہے جس کو توفیق ہے۔ لیکن نماز تو بہر حال فرض ہے۔ پھر توحید کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش ہے۔ ایک احمدی یہ عہد کرتا ہے، ابھی آپ نے عہد دہرایا کہ میں ان تمام نیکیوں کی کوشش کرتی رہوں گی۔ تو اگر عہد دہرانے کے بعد بھی جب یہاں سے اُٹھ کر جائیں اور سب کچھ بھول جائیں تو خیرِ امّت میں شمار نہیں ہوسکتیں۔ اپنے نفس کے بتوں کو توڑنا ہے تبھی توحید کا قیام ہوسکتا ہے۔ شرکِ خفی، بعض چھپے ہوئے شرک ہوتے ہیں جو ظاہری بتوں کے شرک نہیں ہوتے لیکن اندر ہی اندر انسان کو کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اچھا نماز نہ پڑھو۔ آج فلاں دعوت پر جانا ہے، فلاں فنکشن پر جانا ہے، فلاں سہیلی کے گھر جانا ہے، وہاں چلے جاؤ۔ وضو نہ کرو، تمہارا میک اَپ نہ خراب ہو جائے۔ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی یہ شرکِ خفی ہے۔

پھر حقوق العباد ہیں۔ والدین سے احسان کا سلوک ہے۔ اب سب سے زیادہ والدین سے احسان کے سلوک کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اُن سے کرو اور اُن کے لئے دعا کرو کہ جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا، مجھے پالا پوسا اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ اور یہ دعا اُن کی زندگی میں بھی ہوسکتی ہے، اُن کے مرنے کے بعد بھی ہوسکتی ہے۔ ایک مستقل دعا ہے۔ اگر ہر بچہ، ہر نوجوان، ہر عورت یہ دعا کر رہی ہوگی تو خود بھی اُس کو احساس ہو رہا ہوگا۔ جو بچوں والیاں ہیں جب وہ اپنے والدین کے لئے دعا کر رہی ہوں گی تو اُن کو خود بھی احساس ہوگا کہ ہم نے بھی دعا لینی ہے۔ ہمیں بھی ان نیکیوں پر قائم ہونے کی ضرورت ہے جو ہمیں ان دعاؤں کا حقدار بنائیں۔ یہ ایک ایسی دعا ہے جس کو اگر غور سے پڑھا جائے اور غور سے دعا کی جائے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی کبھی کسی کی برائی چاہنے والی ہو۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس دعا میں اگر آپ غور کریں تو ہمارے ہاں جو ساس بہوؤں کے مسئلے پیدا ہو جاتے ہیں وہ بھی حل ہو جاتے ہیں۔ بہو جب اپنے والدین کے لئے دعا کر رہی ہو گی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تمہارے جو رِحمی رشتے دار ہیں خاوند کی طرف سے وہ بھی تمہارے ماں باپ ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ نمبر 179-180۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) بلکہ اللہ کے رسول نے فرمایا۔ پس اُن کے لئے بھی دعا ہو رہی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ ان پر بھی رحم فرمائے۔ میرے خاوند کے ماں باپ پر بھی رحم فرمائے۔ میرے ماں باپ پر بھی رحم فرمائے۔ ماں باپ جو ہیں جب یہ دعا کر رہے ہوں گے تو وہ اپنے بڑوں کے لئے دعا کر رہے ہوں گے اور یہ سوچ کر کر رہے ہوں گے کہ اسی طرح ہمارے بچے بھی ہمارے لئے دعا کر رہے ہیں تو ہم نے بھی اُن کی دعاؤں کا وارث بننا ہے، اُن کا فائدہ اُٹھانا ہے تو ہم بھی اُن سے نیکیاں کریں۔

پھر رشتہ داروں سے حسنِ سلوک ہے۔ یہ ایک بہت اہم چیز ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر بعض رشتوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ ایک نیکی جو ہے جس کا اللہ تعالیٰ ثواب دے رہا ہوتا ہے اُس سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ رشتے داروں سے حسنِ سلوک کی نیکی رہے تو عموماً میں نے دیکھا ہے کہ گھروں میں جو رشتے برباد ہوتے ہیں، ٹوٹتے ہیں، خاوند اور بیوی کی آپس میں جو لڑائیاں ہوتی ہیں وہ نندوں اور بھابھیوں کی لڑائیاں ہیں، ساس اور بہو کی لڑائیاں ہیں۔ اگر ایک دوسرے سے حسنِ سلوک کر رہے ہوں گے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی قسم کی ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں پیدا ہوں، برائیاں پیدا ہوں۔ پس یہ بھی نیکیوں میں آگے بڑھنے والی مومنات کا کام ہے کہ اپنے رشتوں کا بھی پاس اور خیال رکھیں۔

پھر ہمسایوں سے حسنِ سلوک ہے۔ یہاں کے جو جرمن ہمسائے ہیں، نہ جاننے والے اُن سے تو آپ حسنِ سلوک اسی کو سمجھتے ہیں کہ ہمارا ان سے تعلق نہیں، واسطہ نہیں۔ پھر قریبی ہمسائے آپ کے جماعت کے ممبران بھی ہیں اُن سے حسنِ سلوک ہے۔ لیکن جرمنوں سے بھی حسنِ سلوک ضروری ہے۔ ہر ایک ہمسایہ چاہے وہ عیسائی ہے، چاہے وہ ہندو ہے، چاہے سکھ ہے یا بدھ ہے، یہودی ہے یا مسلمان ہے ان سے حسنِ سلوک ہوگا تو آپ لوگ نیکیوں کو پھیلانے والے ہوں گے اور ان نیکیوں کو پھیلانے کی وجہ سے اپنے تبلیغ کے میدان کو وسیع کر رہے ہوں گے۔ پس یہاں بھی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سو کوس تک یعنی سو سو میل تک تمہارے ہمسائے ہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ تمہاری ہمسائیگی صرف اس حد تک ہے کہ تمہارے گھر کے ساتھ جڑی دیوار والا تمہارا ہمسایہ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ نمبر 214-215۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)۔ جماعت کے تمام افراد تمہارے ہمسائے ہیں۔ جہاں آپ اِس وقت بیٹھی ہوئی ہیں، تین چار ہزار، پانچ ہزار جتنی بھی تعداد ہے ہر ایک جو بیٹھی ہے ہر دوسری اُس کی ہمسائی ہے اور یہ ہمسائیگی کا حق آج کے لئے نہیں، یہ ان تین دنوں کے لئے نہیں بلکہ اب اس ہمسائیگی کے حق کو مستقل آپ نے نبھانا ہے۔ اس سوچ کو وسیع کریں گی تو پھر دیکھیں کیسا حسین معاشرہ آپ پیدا کرنے والی ہو جائیں گے۔ وہ خوبصورت معاشرہ پیدا کرنے والی ہو جائیں گی جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے اور جس کو پیدا کرنے کے لئے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ وہ معاشرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا فرمایا تھا۔ ایک دوسرے کی خاطر قربانی کرنے والا معاشرہ اور یہ اسلام کی خوبی ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ اپنے حق لو۔ اسلام کہتا ہے کہ حقوق العباد ادا کرو۔ ہر ایک جو ہے دوسرے کا حق ادا کرے۔ جب ہر ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والا ہوگا تو وہاں یہ قانون نہیں بنے گا جس طرح ملکوں کے دنیاوی قانون بنتے ہیں کہ ہم نے حق لینا ہے۔ ہمیں عورتوں کا حق چاہئے۔ ہمیں آزادی چاہئے۔ ہمیں ووٹ کا حق چاہئے۔ ہمیں فلاں چیز کا حق چاہئے۔ بلکہ جب آپ کی یہ سوچ ہوگی کہ ہم نے حق دینے والا بننا ہے تو ہر ایک دوسرے کا حق ادا کر رہا ہوگا۔ اور جب ہر ایک دوسرے کا حق ادا کر رہا ہوگا تو یہ سوچ کبھی اُبھر ہی نہیں سکتی کہ ہمارے حق ادا کرو۔ پس یہ سوچ ہر احمدی کی ہونی چاہئے اور خاص طور پر عورتوں کی جنہوں نے اگلی نسلوں کو پروان چڑھانا ہے۔

پھر امانت اور عہد کی حفاظت ہے۔ ایک بہت بڑی بیماری جو مردوں میں بھی ہوتی ہے لیکن عورتوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتی ہیں تو اُس کی امانت کا حق ادا نہیں کرتیں۔ آپ کی دوست ہیں، سہیلیاں ہیں یا جماعت کی کوئی مجلس ہے، اس میں جب آپ آئیں تو وہاں جو باتیں سنیں اُس کو اپنے تک محدود رکھیں۔ جب آپ اُس بات کو آگے جا کے کسی اور سے کرتی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے امانت کا حق ادا نہیں کیا اور اُس کی حفاظت نہیں کی۔ بعض جماعتی باتیں ہیں، بعض مسائل ہیں، بعض لوگوں کے بعض تربیتی مسائل عاملہ میں ڈسکس ہوتے ہیں۔ بعض بچیوں کے مسائل عاملہ میں ڈسکس ہو جاتے ہیں۔ اگر عاملہ ممبر یا کوئی بھی عورت یا نوجوان لڑکی پر شک ہو، اگر اُس کو گواہی کے لئے بلایا جاتا ہے اور وہ اُس گواہی کو یا اُس بات کو اپنے تک محدود نہیں رکھتی اور اگر کوئی باتیں کسی دوسرے کے بارے میں پتہ لگتی ہیں اور اُن کو دوسروں تک پھیلاتی ہیں یا باہر جا کے کسی اور سے ذکر کرتی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اُس نے امانت کا حق ادا نہیں کیا اور جب امانت کا حق ادا نہیں کیا تو آپ ان لوگوں میں شامل نہیں ہوسکتیں جو خیرِ امّت کہلانے والی عورتیں ہیں۔

پھر عہد کی حفاظت ہے۔ ایک عہد، عہدِ بیعت آپ نے باندھا ہے۔ پھر ہر اجلاس میں آپ لجنہ کا عہد دہراتی ہیں۔ ناصرات ہیں، ناصرات کا عہد دہراتی ہیں۔ دس سال سے اوپر کی لڑکیاں جو ہیں اُن کو اتنی عقل ہوتی ہے کہ وہ سمجھ جائیں کہ ہم نے کیا کہنا ہے، کیا کرنا ہے، کس طرح اپنی زندگی گزارنی ہے۔ اگر اپنے عہد نہیں پورے کرتیں تو وہ بھی غلط کرتی ہیں۔

پھر سچائی کا اظہار ہے۔ سچائی کے اظہار کا یہ مطلب نہیں کہ بدّوؤں کی طرح جو بات منہ میں آئے ہم نے سچ کہہ دیا۔ ہم بہت سچے ہیں۔ ہم نے کسی کے منہ پر کھڑے ہو کے مجلس میں یہ کہہ دیا کہ تمہارے میں یہ یہ برائی ہے۔ اگر وہ برائی ہے بھی تو تب بھی تمہیں کہنے کا حق نہیں ہے۔ یہ سچائی نہیں ہے۔ سچائی یہ ہے کہ جب تمہیں کسی گواہی کے لئے بلایا جائے تو وہاں تم جو سچ ہے اور حق ہے وہ کہو۔ اور پھر اُس کے بعد تمہارا کوئی حق نہیں بنتا کہ تم جا کے پھر اُس بات کو باہر لوگوں میں کرتے پھرو۔ پھر سچائی کا اظہار یہ ہے کہ اگر اپنے بچے بھی کوئی غلط کام کر رہے ہیں اور جماعتی ذریعے سے پوچھا جاتا ہے یا کہیں بھی پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے بچے نے غلط کام کیا تو سچی گواہی دو کہ ہاں یہ غلط کام کیا اور میں اس سے کراہت اور نفرت کا اظہار کرتی ہوں۔ اگر نہیں تو یہاں بھی سچائی کا اظہار نہیں ہے۔

پھر امانتوں کا حق ادا کرنا ہے۔ امانتوں کے حق ادا کرنے میں پہلے تو امانت کی حفاظت تھی۔ اب یہاں حق ادا کرنا ہے، اور حق ادا کرنے میں عہدیداران بھی شامل ہیں، اپنے حلقے کی، اپنے محلے کی، اپنی گلی کی چھوٹے سے چھوٹے لیول کی جو عہدیدار ہے اُس سے لے کے مرکزی عہدیدارات تک جتنی ہیں اُن سب کا یہ فرض ہے کہ اس کا حق ادا کریں اور حق ادا کرنا یہ ہے کہ جو کام سپرد کیا گیا ہے اُس کو صحیح طرح بجالائیں اور اگر کوئی راز کی بعض باتیں ہیں تو اُن کو اپنی حد تک محدود رکھیں جیسے پہلے مَیں نے کہا تھا۔

پھر انتخابات ہوتے ہیں۔ انتخابات جب ہو جاتے ہیں اُس کے بعد رپورٹیں آتی ہیں کہ جی فلاں نے یہ کہہ دیا۔ فلاں اس طرح تھی اور فلاں اس طرح تھی اور ہم نے ووٹ دے دیئے۔ اگر آپ لوگوں نے غلط عورت کو ووٹ دے دیئے، غلط عہدیدار کو ووٹ دے دیئے تو یہ آپ لوگوں کا قصور ہے۔ اسی طرح جب صدرات بنتی ہیں اگر صدرات اپنی عاملہ میں ایسی عورتوں کو نہیں چنتیں جو اس کام کو بجا لانے کی حقدار ہیں یا جو قواعد بنے ہوئے ہیں اُن پر پورا نہیں اُترتیں۔ مثلاً مَیں نے کہا ہے کہ پردہ ایک ضروری چیز ہے اور جو عورت پردہ نہیں کرتی اُس کو کسی قسم کا عہدہ نہیں دینا۔ تو اگر صدرات جو ہیں اس قسم کی عورتوں کو اپنی عاملہ میں رکھتی ہیں تو وہ امانت کا حق ادا نہیں کر رہیں۔ غرض کہ امانت کے حق ادا کرنے کی بہت ساری چیزیں ہیں۔ ان میں باریکی میں جا کے آپ کو دیکھنا چاہئے۔ تبھی آپ ان لوگوں میں ہوسکتی ہیں جو خیرِ امّت ہوں گی۔ پھر دوسرے کی خاطر قربانی کرنا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جو حق دینا ہے وہ اسلام کہتا ہے کہ حق ادا کرو۔ یہ نہیں کہ اپنے حق چھینو۔ تم حق ادا کرو۔ ہر ایک اپنا حق ادا کرے گا۔ قربانی کا جذبہ ہوگا تو یہ حق ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔ پس ایک دوسرے کی خاطر بھی قربانیاں ہونی چاہئیں۔ پھر اُسی سے بات آگے بڑھتی ہے اور جماعت کی خاطر قربانی کی توفیق ملتی ہے۔

پھر عاجزی دکھانا ہے۔ عاجزی دکھانا بھی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے۔ ابھی نظم بھی آپ نے سنی۔

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 18)

یہ عاجزی جو ہے بہت ضروری ہے۔ کسی کو یہ زعم کہ میرے پاس دس پیسے زیادہ ہیں۔ کسی کو یہ زعم کہ میرے پاس زیور زیادہ ہے۔ کسی کو یہ زعم کہ میری تعلیم زیادہ ہے۔ کسی کو یہ زعم کہ میرے بیٹے ہیں اور دوسرے کے بیٹے نہیں ہیں تو وہاں بھی تکبر کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہ چیزیں جو ہیں اسلام کو انتہائی ناپسند ہیں۔ پھر بہت سارے معاملات ہیں، کسی بھی قسم کی خدمت ہے وہ عاجزی سے کرتے رہنا چاہئے۔

پھر حسنِ ظن کرنا ہے۔ بدظنی جو ہے وہ ایک ایسی برائی ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے اور فتنہ و فساد کی جڑ ہے۔ اگر یہ بدظنیاں دور ہو جائیں تو بہت سارے مسائل جو گھریلو جھگڑوں میں بھی اور اپنے معاشرے کے جھگڑوں میں بھی پیدا ہوتے ہیں وہ سب ختم ہو جائیں۔ یہ مَیں چند موٹی موٹی وہ باتیں بتا رہا ہوں جو مَیں نے چنیں جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔

پھر شکر کی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو وہ تمہیں اور دے گا۔ تمہارے پر نعمتوں کو بڑھاتا چلا جائے گا۔ پس اپنی گھریلو زندگی میں بھی اُس کا شکر ادا کریں۔ اپنے خاوندوں کی کمائی دیکھیں۔ اُن کے اندر خرچوں میں رہ کے گزارہ کریں، گھر چلائیں، اُس کا شکر ادا کریں۔ خاص طور پر بعض نئی شادی شدہ لڑکیوں کے بعض

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر221

مکرمہ زینب محمود احمد محمد صاحبہ(1)

خاندانی اور دینی پس منظر

میرا تعلق مصر سے ہے جہاں میری پیدائش 1967ء میں ہوئی۔ میرا تعلق ایک متدین گھرانے سے ہے۔ میرے والد صاحب صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تلاوت قرآن کریم پر اس درجہ کی مداومت کرتے تھے کہ ہر چار روز میں ایک دفعہ قرآن کریم کی تلاوت کا دور ختم کر لیتے تھے۔ اسی طرح والدہ اور والد دونوں نماز تہجد اور فجر کی نماز کا بالخصوص اہتمام کرتے تھے۔ اس ماحول کا اثر تھا کہ مجھے بچپن سے ہی نماز کی پابندی کی عادت پڑ گئی۔

میری والدہ

میری والدہ گو کہ بالکل اَن پڑھ تھیں لیکن انہوں نے نماز کبھی نہیں چھوڑی تھی۔ بلکہ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی ادائیگی کا بھی خصوصی طور پر اہتمام کرتی تھیں۔ مَیں نے اور میری بہن نے والدہ صاحبہ سے ہی نماز کی پابندی، خدا کی محبت اور اس کی خشیت جیسے امور سیکھے۔ والدہ صاحبہ کے خدا تعالیٰ سے تعلق کو ہم نے بھی بہت قریب سے محسوس کیا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں اور محض پانچ سال کی عمر میں ہی اپنے والدین سے محروم ہوگئیں، یوں ساری زندگی انہوں نے مکمل یتیمی کی حالت میں گزاری۔ ایسی صورتحال میں ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ بہت مضبوط تعلق قائم ہوگیا۔ ان کو اکثر سچی خوابیں آتی تھیں اور کئی خوابوں کو ہم نے اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں اس قدر محبت تھی کہ آپؐ کا نام لیتے ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ آخری عمر میں انہیں کینسر ہو گیا اور آپریشن کے بعد ایک سال تک بستر پر ہی رہیں۔ اپنے آخری ایام میں کہتی تھیں کہ مجھے قرآن کریم کے بلند آواز میں پڑھنے کی صدائیں آ رہی ہیں، اور دارالسلام نامی میرا محل بھی دکھائی دیتا ہے، جبکہ ہم ان کی باتیں سن کر روتے تھے کہ انہیں شاید اپنے اعصاب پر قابو نہیں رہا۔

کینسر کی وجہ سے ان کا ایک پاؤں بالکل ختم ہو چکا تھا اور بار بار کے آپریشن سے اسکی ہڈی بھی سلامت نہ تھی۔ لیکن آخری ایام میں ایک روز کچھ عجیب ہی واقعہ ہوا کہ ان کا یہ پاؤں اس قدر درست ہو گیا کہ والدہ صاحبہ جو قبل ازیں کئی ماہ سے وہیل چیئر پر تھیں بالکل ٹھیک ہو کر اپنے پاؤں پر چلنے لگیں۔ اور ہم سب خدا تعالیٰ کی اس قدرت اور کرم کو دیکھ کر حیران تھے۔ اس دن انہوں نے بتایا کہ ان کی وفات پیر کے دن ہوگی۔ اس کے بارہ دن بعد پیر والے دن ہی فجر کے وقت وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ آمین۔

مختلف عقائد کے بارہ میں خیالات

مَیں قرآنِ کریم میں جب بھی ان آیات کی تلاوت کرتی جن میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اور ان کے بارہ میں تفاسیر میں درج امور کو ذہن میں لاتی تو ٹھہر ٹھہر کر ان آیات کی دوبارہ اور سہ بارہ تلاوت کرتی اور سمجھنے کی کوشش کرتی کہ آخر عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید محبت اور آپ کے لئے غیرت کی وجہ سے میرا دل یہ ماننے کو تیار نہ ہوتا تھا، اس لئے بار بار ذہن میں یہی سوال پیدا ہوتا تھا کہ اگر افضل الرسل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھنے میں کیا حکمت ہوسکتی ہے؟ اپنی سوچ کے مطابق مجھے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظلم اور آپ کے مقام کی تنقیص کے مترادف معلوم ہوتی تھی، لیکن پھر اپنی اس سوچ کو خدائی حکمتوں پر اعتراض سمجھ کر مَیں اکثر استغفار کرتی اور روتی تھی کیونکہ نہ تو مَیں یہ مذکورہ مفہوم قبول کرسکتی تھی نہ ہی قرآن وحدیث کی حقانیت کے خلاف کچھ سننا چاہتی تھی۔ جیسے تیسے دل کو سمجھاتی تو کچھ عرصہ گزرنے کے بعد پھر وہی سوچیں اور وہی جواب اور وہی آنسوؤں کے سلسلے چل نکلتے۔ ایسے خیالات کا میری طبیعت پر اس قدر گہرا اثر تھا کہ اس کے بعد دورانِ تلاوت جب بھی ایسی آیات آ جاتیں تو مَیں ان کو تیزی سے پڑھ کر گزر جاتی تا ایسا نہ ہو کہ مَیں پھر انہی مذکورہ اذیت ناک سوچوں میں ڈوب کر نہ رہ جاؤں۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں احادیث اور تفاسیر میں پڑھتی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ نزول فرمانا ہے اور انہوں نے ایسے ایسے عظیم کام سرانجام دینے ہیں تو ورطہء حیرت میں ڈوب جاتی کیونکہ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھ کر دوبارہ بھیجے گا۔

پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہ آتی تھی کہ جب اُمّت محمدیہ کی اصلاح اور نجات امام مہدی سے وابستہ ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں مذکورہ باتوں کا کیا معنی ہے؟ مَیں کچھ نہ سمجھ سکتی تھی بلکہ اس بارہ میں جتنا بھی غور کرتی مزید حیرت کی تصویر بن کے رہ جاتی۔

تبصرہ

مصر کے معاشرہ میں ایسی سوچ کا پیدا ہونا قرین قیاس ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مصر میں عیسائیوں کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ وہاں پر بعض قوانین کی وجہ سے بظاہر تو مسلمان اور عیسائی پُرامن رہتے ہیں لیکن مذہبی بحث مباحثے عام ہیں اور اکثر مسلمانوں کی اپنے عیسائی کولیگز سے مذہبی امور پر بات ہوتی رہتی ہے۔ عیسائیوں کے پاس بڑی دلیل یہی ہے کہ جب تمہارے ایمان کے مطابق خدا تعالیٰ نے اور خود تمہارے نبی نے یہ خبر دی ہے کہ آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نزول فرمائیں گے تو ثابت ہوا کہ افضل تو وہی ہوا جس نے اپنی قوم کے علاوہ کسی اور نبی کی قوم کی بھی اصلاح کا کام کرنا ہے نہ کہ وہ افضل ہے جس کی قوم بگڑ گئی اور جب اصلاح کی ضرورت پڑی تو نہ خود آیا نہ اس کی اُمّت سے کوئی یہ کام کرسکا بلکہ دوسری اُمّت سے کسی کی مدد لینی پڑی۔ پھر زندہ بہر حال وفات شدہ سے افضل ہے اور خصوصًا جب زندگی بھی ایسی غیر معمولی لمبی ہو جو کسی انسان کے حصہ میں نہ آئی ہو۔ اور مقامِ زندگی ایسا عظیم الشان ہو جہاں کبھی کوئی انسان اس جسم عنصری کے ساتھ نہ رہا ہو۔ جب یہ سب باتیں ہی ایسی ہیں کہ جو کسی انسان کے حصے میں نہیں آئیں تو ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام تمام انسانوں سے افضل ہیں۔

ایک منصف اور غیرت مند مسلمان ایسے عقیدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور اسلام کی عزت پر حملہ سمجھتا ہے۔ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سوا صدی قبل پیش فرمائی تھی لیکن اس وقت سے اب تک شدت پسند ملاں خود بھی اپنی ضد پر قائم ہیں اور سادہ لوح عوام کو بھی اسی گرداب میں پھنسایا ہوا ہے۔ لیکن عقل وخرد کو استعمال کرنے والے مسلمان رفتہ رفتہ اب اس امر کو محسوس کرنے لگے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا تھا کہ:

"مسلمانوں کی خوش قسمتی ہی اس میں ہے کہ مسیح مرجائے۔ اب زمانہ ہی ایسا آ گیا ہے کہ خیال تبدیل ہوتے ہیں۔ کچھ مان جائیں گے کچھ مرجائیں گے...... پس **مسیح کو مرنے دو کہ اسلام کی زندگی اسی میں ہے۔**"

(ملفوظات جلد5 صفحہ 547-548 جدید ایڈیشن)

دجال کے بارہ میں تصورات

مَیں اکثر جمعہ کی نماز مسجد میں ادا کرتی تھی، باوجود مختلف مساجد اور مختلف علماء کے ان کے خطبہ ہائے جمعہ ایک سے ہی ہوتے تھے۔ سب ایک ہی طرح کی خیالی تصاویر پیش کرتے تھے جو کسی طور بھی مطمئن کرنے والی نہ ہوتی تھیں۔

مَیں اپنے والد صاحب کے ساتھ دجال کے بارہ میں بحث کرتی اور کہتی کہ جو تصویر دجال اور اس کے ظہور کی مولوی حضرات پیش کرتے ہیں اس شکل میں اس کا ظاہر ہونا تو نہایت مضحکہ خیز ہے۔ میرے والد صاحب مجھے جوابًا کہتے کہ کیا تم خود کو ان علماء سے زیادہ سمجھدار سمجھتی ہو؟ کیا اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق بنانے پر قادر نہیں ہے؟ مَیں جواب دیتی کہ ایسی مخلوق جس کا طول وعرض اتنا بڑا ہو کہ مشرق ومغرب والے اسے دیکھ سکیں یقینًا خوفناک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی چیزوں سے کیوں ڈرانا دھمکانا چاہتا ہے؟ مجھے میرے سوالوں کا صرف یہی جواب دیا جاتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اس لئے بہتر ہے کہ تم اس بارہ میں سوال نہ کروتا کہیں ان باتوں کے انکار سے کفر کی مرتکب نہ ہوجاؤ۔

دعا اور رؤیا

مجھے جب ان معاملات میں کچھ سجھائی نہ دیتا تو خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے کہتی کہ یا الٰہی میری مشکل آسان فرما۔ مجھے تیری نازل کردہ کتاب میں اور تیرے نبی کے کلام میں کوئی شک نہیں ہے، لیکن ان تشریحات کی میرا دل تصدیق نہیں کرتا۔ مَیں تیرے غضب سے بھی ڈرتی ہوں۔ تو مجھے رؤیا کے ذریعہ بتادے کہ کیا میری ان سوچوں کی وجہ سے تو مجھ سے ناراض تو نہیں ہے؟

اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت خوبصورت خوابیں دکھائیں۔ ایک خواب میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں آسمان کی فضاؤں میں ایسے پرواز کر رہی ہوں جیسے سمندر میں کوئی تیرتا ہے۔ مَیں اپنے بازوؤں اور پاؤں کو تیرنے کے انداز میں حرکت دیتی ہوں تو آسمان کی وسیع فضاؤں میں پرواز کرتی جاتی ہوں۔ مَیں ایسی حالت میں اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت سمجھتی ہوں۔ اسی پرواز کے دوران مَیں نے دیکھا کہ ایک بادل میرے قریب آتا جا رہا تھا، جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد لکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ احمد بھی لکھا ہوا تھا۔

یہ ایک ایسا دلکش منظر تھا کہ جاگنے کے بعد بھی اس کی لذت روح تک اتری ہوئی تھی۔ لیکن میرے لئے اس رؤیا میں بھی ایک ایسا سوال تھا جس کا جواب پانے کے لئے مَیں بے چین تھی۔ مَیں نے رو رو کر دعا کی یا خدایا تو نے میری دعائیں سن کر یہ تو مجھے دکھا دیا کہ تو مجھ سے ناراض نہیں ہے اور بلاشبہ افضل الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا کہ مَیں بعض عیسائیوں سے سنتی ہوں، لیکن مجھے یہ بھی سمجھا دے کہ "محمدؐ" کے ساتھ تو نے "احمد" جو لکھا ہوا دکھایا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اسی طرح قرآن کریم میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی "اِسْمُہٗ اَحْمَد" والی بشارت مذکور ہے اس کے بارہ میں بھی میرے ذہن میں بکثرت سوال پیدا ہونے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد کی بجائے احمد ذکر کرنے میں کیا حکمت اور پیغام ہے؟ الغرض خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کو سنتے ہوئے جب اپنے خاص فضل سے میری راہنمائی جماعت احمدیہ کی طرف فرمائی تب مجھے ان باتوں کی صحیح طور پر سمجھ آئی۔ (ان امور کا ذکر اگلی قسط میں کیا جائے گا۔)

اِسْمُهُ أَحْمَد

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر قارئین کرام کے لئے سورۃ الصّف میں آنے والی اس مذکورہ پیشگوئی کی وضاحت میں دو اہم نقاط بیان کر دیئے جائیں۔

1۔ سورۃ الصّف کی اس مذکورہ آیت کا ترجمہ یہ ہے:

اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! یقیناً مَیں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ (سورۃ الصّف آیت نمبر 7)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلاواسطہ اور آپ کے ایک بروز کی ...... بالواسطہ خبر دی گئی ہے۔" (تفسیر صغیر، حاشیہ برآیت ہذا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں:

(۱) ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے......جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے **مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُم۔**

(۲) دوسرا بعث احمدی جو جمالی رنگ میں ہے...... جس کی نسبت بحوالہ انجیل، قرآن شریف میں یہ آیت ہے **وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَد۔**

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد17 ص254)

2 ۔ دوسرا اہم نقطہ وفات مسیحؑ سے متعلق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کے ذکر کے بعد یوں بیان فرمایا ہے کہ:

"اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گزر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک **اس عالم** میں تشریف فرما نہیں ہوئے کیونکہ **نص** اپنے کھلے کھلے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ جب **مسیح** اس عالم جسمانی سے رخصت ہوجائے گا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم **جسمانی** میں تشریف لائیں گے۔ وجہ یہ کہ آیت میں آنے کے مقابل پر جانا بیان کیا گیا ہے اور ضرور ہے کہ آنا اور جانا دونوں ایک ہی رنگ کے ہوں۔ یعنی ایک اُس عالَم کی طرف چلا گیا اور ایک اُس عالَم کی طرف سے آیا۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 42)

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر30

متی باب21

متی کے اس باب میں یسوع کے آخری بار یروشلم جانے کا ذکر ہے جہاں ان کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ اناجیل چونکہ خدا کا کلام نہیں بلکہ انسانی تحریرات ہیں اور انسانی تحریرات میں جو کمزوریاں پائی جاتی ہیں وہ اناجیل میں بھی موجود ہیں چنانچہ اس بارہ میں انٹرپریٹرز بائبل کا یہ بیان قابل توجہ ہے:۔

It is always worth remembering that the units of the gospel tradition at on time circulated independently of one another. The church did not often recall when and where a given saying was first spoken. Yet it is possible that some of the teachings recorded here were spoken in Jerusalem. The framework of the synoptic gospels is based on Mark, and Mark knew of only one visit to the Holy city, On the other hand, John tells of at least four visits to Jerusalem;

یروشلم شہر میں یسوع کے داخلہ کے بارہ میں متی میں لکھا ہے:۔ اور جب وہ یروشلم کے نزدیک پہنچے اور زیتون کے پہاڑ پر بیت فگے کے پاس آئے تو یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہہ کر بھیجا کہ اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ۔ وہاں پہنچتے ہی ایک گدھی بندھی ہوئی اور اس کے ساتھ بچہ پاؤ گے انہیں کھول کر میرے پاس لے آؤ۔ اور اگر کوئی تم سے کچھ کہے تو کہنا کہ خداوند کو ان کی ضرورت ہے۔ وہ فی الفور انہیں بھیج دے گا۔ یہ اس لئے ہوا کہ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ صیہون کی بیٹی سے کہو کہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ حلیم ہے اور گدھے پر سوار ہے بلکہ لادو کے بچے پر۔ (متی باب21 آیت1 تا5)

متی کے اس بیان میں گدھی کے ساتھ اس کے بچہ کا بھی ذکر ہے جبکہ مرقس اور لوقا میں صرف ایک جانور کا ذکر ہے۔ متی کے اس امتیاز کا ذکر کرتے ہوئے پادری ڈم میلو صاحب لکھتے ہیں:۔

Peculier to St. Matthew is the mention of two animals.

اس کی کیا وجہ ہے؟ بظاہر نظر اس اختلاف کا کوئی سبب نظر نہیں آتا مگر یہاں بھی ہم متی کی اس عادت کو دیکھتے ہیں جو متی نے اپنے شروع ابواب میں اختیار کی تھی اور وہ عادت یہ ہے کہ پرانے عہدنامہ کی عبارات کو بطور پیشگوئی یسوع پر چسپاں کرتا ہے۔ متی کی انجیل نے اس موقعہ پر پرانے عہدنامہ کی ایک عبارت کو یسوع پر چسپاں کیا ہے اور لکھا ہے:۔

یہ اس لئے ہوا کہ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ صیہون کی بیٹی سے کہو کہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ حلیم ہے اور گدھے پر سوار ہے بلکہ لادو کے بچے پر۔ پس شاگردوں نے جا کر جیسا یسوع نے ان کو حکم دیا تھا ویسا ہی کیا۔ اور گدھی اور بچے کو لا کر اپنے کپڑے ان پر ڈالے اور وہ ان پر بیٹھ گیا۔ (متی باب 21 آیت4 تا7)

اب دیکھئے لوقا اور مرقس نے پرانے عہدنامہ کی کسی پیشگوئی کو اس موقعہ پر یسوع پر چسپاں کرنے کی کوشش نہیں کی اور صرف ایک جانور کے لائے جانے کا ذکر کیا ہے مگر متی کے انجیل نویس نے پرانے عہدنامہ کی عبارت کو اس موقعہ پر یسوع پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے اور جو عبارت پرانے عہدنامہ کی درج کی ہے اس میں (غلط فہمی سے) یہ سمجھا ہے کہ اس عبارت میں دو جانوروں کا ذکر ہے۔ متی نے غلط فہمی سے پرانے عہدنامہ کی عبارت میں دو جانور سمجھے ہیں اور اس کو پیشگوئی کے طور پر یسوع کے لئے دو شاگرد دلانے کا ذکر کیا ہے۔

کیا آپ اس کتاب کو الہامی کتاب کہہ سکتے ہیں کہ جو ایک مزعومہ پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے واقعات کے بیان میں تبدیلی کر کے اس مزعومہ پیشگوئی کے مطابق شکل میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ متی نے انجیل میں دو جانور سمجھے ہیں اور واقعہ بیان کرتے ہوئے دو جانوروں کا ذکر کیا ہے جبکہ مرقس، لوقا اور یوحنا نے اپنے بیان میں جانور کا ہی ذکر کیا ہے۔ پادری ڈم میلو صاحب اقرار کرتے ہیں کہ پرانے عہدنامہ کے ان الفاظ میں جو زکریا باب 9 آیت9 میں بیان ہے دو جانوروں کا ذکر نہیں، وہ لکھتے ہیں:۔

Zechariah makes no reference to two animals.

اس بارہ Arthur S. Peaks میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

Mt. curiously misrepresents the poetic description of one animal in Zech. 9:9 by making Jesus send for two

کیا ہمارے مسیحی بھائی اب بھی متی کی انجیل کو خدا کا کلام کہیں گے جو ایک پیشگوئی کو بگاڑ کر یسوع پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ بات بھی مدنظر رہے متی کا انجیل پرانے عہدنامہ کے الفاظ کو بطور پیشگوئی یسوع پر چسپاں کرنا چاہتا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

اے بنت صیّون تو نہایت شادمان ہو۔ اے دختر یروشلم خوب للکار، کیونکہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ صادق ہے اور نجات اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ حلیم ہے اور گدھے پر سوار پر بلکہ جوان گدھے پر سوار ہے۔ (زکریا باب9 آیت9)

بائبل کے اسی ترجمہ میں یہ حوالہ متی میں اس طرح دیا گیا ہے:۔

صیہون کی بیٹی سے کہو کہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ حلیم ہے اور گدھے پر سوار ہے بلکہ لادو کے بچے پر۔ (متی باب21 آیت5)

بائبل کے اسی ترجمہ میں یہ حوالہ یوحنا کی انجیل میں اس طرح دیا گیا ہے:۔

اے صیّون کی بیٹی مت ڈر۔ دیکھ تیرا بادشاہ گدھے کے بچہ پر سوار ہوا آتا ہے۔ (یوحنا باب12 آیت15)

تعجب ہے کہ ان تینوں کتابوں کو مسیحی چرچ خدا کا کلام قرار دیتا ہے اور تینوں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ متی اور یوحنا کے انجیل نویس زکریا باب 9 آیت 9 کی اس عبارت کو یسوع پر چسپاں کرتے ہیں تو کیا اس کی کوئی دلیل بھی ہے؟ زکریا کے حوالہ میں تو ایک لفظ بھی نہیں جو اس کو آنے والے مسیح کے بارہ میں قرار دیتا ہو نہ ہی سیاق وسباق میں آنے والے مسیح کا کوئی ذکر ہے۔ کیا صرف اس لئے کہ اس میں صرف ایک شخص کے گدھے پر سوار ہونے کا ذکر ہے کوئی اور قرینہ ہے کہ اس عبارت کو سینکڑوں سال بعد ایک گدھے پر سوار ہونے والے شخص پر چسپاں کیا جائے جو بسا اوقات گدھے کی سواری کرتے تھے۔ متی باب21 آیت 10، 11 میں لکھا ہے:۔

اور جب وہ یروشلیم میں داخل ہوا تو سارے شہر میں ہل چل پڑ گئی اور لوگ کہنے لگے یہ کون ہے؟ بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرہ کا نبی یسوع ہے۔ (متی باب21 آیت10، 11)

آج کا عیسائی یسوع کو خدا کا بیٹا قرار دیتا ہے مگر متی کا انجیل صاف صاف اقرار کرتا ہے کہ یسوع کو ماننے والے ان کے اپنے زمانہ میں خدا نہیں بلکہ خدا کا نبی قرار دیتے تھے۔ متی کا انجیل نویس یسوع کو خدا کا نبی قرار دے کر ان کو اتنا متواضع اور منکسر المزاج قرار دیتا ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر شہر میں داخل ہوئے مگر آج کل کا چرچ ان کو خدا قرار دے کر گدھے پر سوار کر کے خدا کا مضحکہ خیز نقشہ پیش کرتا ہے۔ اس کے بعد یسوع کا ہیکل میں داخلہ کا نقشہ پیش کیا گیا ہے اور بظاہر نظر یہ ذکر چاروں اناجیل میں ہے مگر صرف اس واقعہ کے بیان میں جو اختلاف اناجیل میں ہے اس سے ہی ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب خدا کا کلام نہیں ہوسکتا، لکھا ہے:۔

اور یسوع نے خدا کی ہیکل میں داخل ہو کر ان سب کو نکال دیا جو ہیکل میں خرید و فروخت کر رہے تھے اور صرافوں کے تختے اور کبوتر فروشوں کی چوکیاں الٹ دیں اور ان سے کہا لکھا ہے کہ میرا گھر دعا کا گھر کہلائے گا مگر تم اسے ڈاکوؤں کی کھوہ بناتے ہو۔ (متی باب21 آیت12، 13)

مرقس کی انجیل میں لکھا ہے:۔

اور وہ یروشلم میں داخل ہو کر ہیکل میں آیا اور چاروں طرف سب چیزیں ملاحظہ کر کے ان بارہ کے ساتھ بیت عنیاہ کو گیا کیونکہ شام ہو گئی تھی پھر وہ یروشلم میں آئے اور یسوع ہیکل میں داخل ہو کر ان کو جو ہیکل میں خرید و فروخت کر رہے تھے باہر نکالنے لگا اور صرافوں کے تختوں اور کبوتر فروشوں کی چوکیوں کو الٹ دیا۔ اور اس نے کسی کو ہیکل میں سے ہو کر کوئی برتن لے جانے نہ دیا۔ اور اپنی تعلیم میں ان سے کہا کیا یہ نہیں لکھا تھا میرا گھر سب قوموں کے لئے دعا کا گھر کہلائے گا۔ مگر تم نے اسے ڈاکوؤں کی کھوہ بنا دیا ہے۔ (مرقس باب11 آیت 11 و آیت15 تا17)

لوقا میں لکھا ہے:۔

جب نزدیک آ کر شہر کو دیکھا تو اس پر رویا اور پھر وہ ہیکل میں جا کر بیچنے والوں کو نکالنے لگا اور ان سے کہا لکھا ہے کہ میرا گھر دعا کا گھر ہوگا مگر تم نے اسے ڈاکوؤں کی کھوہ بنا دیا ہے۔ (لوقا باب19 آیت 41 و آیت45، 46)

اب دیکھئے یہ چاروں حوالے آپ کے سامنے ہیں چاروں اس کتاب کے ہیں جس کو آپ Word of god کہتے ہیں اور آپ مانتے ہیں کہ خدا غیب کا علم رکھتا ہے اب ان حوالوں میں جو اختلاف ہے اس کو بھی دیکھ لیجئے۔

متی کہتا ہے کہ جس دن یسوع یروشلم میں داخل ہوئے اس دن جا کر یروشلم کی صفائی کی اور ہیکل میں تجارت کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا۔

مرقس میں ہے کہ پہلے دن ہیکل کا چکر لگا کر دیکھا اور دوسرے دن یہ جہاد عمل میں آیا۔

مگر یوحنا کی انجیل کے مطابق یہ واقعہ کئی سال پہلے ظہور پذیر ہوا۔ انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

Cleaning of the Temple (21:12-17) Matthew dates this incident on Jesus first day in Jerusalem; but according to Mark 11:11Jesus on that day merely entered the temple enclosure, looked around, and returned to Bethany to spends the night. John 2:13-22 puts the cleansing of the temple at the beginning of Jesus ministry, but this is most unlikely.

ان اختلافات کے باوجود اگر یہ کتاب خدا کا کلام ہے تو آپ کو اقرار کرنا چاہئے کہ آپ کا خدا انسانی کمزوریاں اپنے اندر رکھتا ہے اور اپنی ایک کتاب میں کچھ لکھتا ہے اور دوسری کتاب میں کچھ اور۔ اسی طرح اگر آپ یسوع کو خدا یا خدا کا حقیقی بیٹا مانتے ہیں تو ذرا غور سے متی کی اس عبارت کو پڑھئے، لکھا ہے:۔

اور جب صبح کو پھر شہر کو جا رہا تھا اسے بھوک لگی۔ اور راہ کے کنارے انجیر کا ایک درخت دیکھ کر اس کے پاس گیا اور پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پا کر اس سے کہا کہ آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے اور انجیر کا درخت اسی دم سوکھ گیا۔ شاگردوں نے یہ دیکھ کر تعجب کیا اور کہا یہ انجیر کا درخت کیونکر ایک دم میں سوکھ گیا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر ایمان رکھو اور شک نہ کرو تو نہ صرف وہی کرو گے جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہوا بلکہ اگر اس پہاڑ سے بھی کہو گے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یوں ہی ہو جائے گا۔ اور جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تم کو ملے گا۔ (متی باب21 آیت18 تا22)

مَیں ہر اس مسیحی سے جو اس مضمون کو پڑھ رہے ہیں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہی یسوع ہے جس کو آپ خدا یا خدا کا حقیقی بیٹا مانتے ہیں؟ کیا یہ وہی یسوع ہے جس کو آپ بہترین اخلاقی تعلیم کا معلم قرار دیتے ہیں؟ یا یہ وہی معلم اخلاق ہے کہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے کہا کہ اگر کوئی تیرے دائیں گال پر تھپّڑ مارے تو بایاں بھی اس کے سامنے پھیر دے؟ کیا خدا کو بھوک لگتی ہے؟ اگر کہو کہ یہ بھوک انسان کو لگی تھی تو کیا ایک نیک انسان کسی کے درخت پر جا کر اس کا پھل کھاتا ہے؟ اگر یہ بھوک انسان کو لگی تھی تو آپ کے عقیدہ کے مطابق وہ بیک وقت خدا بھی تھا اور انسان بھی، کیا اس کو بطور خدا علم نہیں تھا کہ درخت میں پھل نہیں اور مرقس کی انجیل میں صاف لکھا ہے کہ انجیر کا موسم نہ تھا۔ (مرقس باب11 آیت13)

اور کیا ایک درخت پر لعنت کرنا جیسا کہ مرقس باب 11 آیت 21 میں لکھا ہے دنیا کے کسی بھی ضابطہ اخلاق کی رو سے مناسب ہے۔ مسیحیو! آنکھیں کھولو اور دوسروں پر اعتراض کے بجائے اپنے گھر کی خبر لو کہ جس کو آپ خدا قرار دیتے ہیں آپ کی کتاب مقدس کی رو سے اس کو بھوک لگتی ہے اور وہ ایک درخت پر لعنت بھیجتا ہے۔ یہ بھی مدنظر رکھیں کہ اس واقعہ کے بیان میں بھی متی اور مرقس میں اختلاف ہے۔ آپ اپنے عقیدہ کی بنیاد ایک ایسی کتاب پر رکھ رہے ہیں جس میں ہر اہم بات میں اختلاف ہے۔

اگر ہم سچ مچ یسوع کی تعلیم پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو متی کے اس باب کی آخری آیات پر غور کریں جن میں یسوع نے ایک تمثیل کے ذریعہ آپ کی راہنمائی کی ہے جو آیت33 سے باب کے آخر تک ہے جس میں تاکستان کی تمثیل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے اس روحانی پروگرام کا ذکر ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ خدا نے کچھ نبی اور رسول بھیجے جن کو نوکروں کے رنگ میں ذکر کیا گیا ہے اور خود یسوع کی آمد کا بیان ہے جس کو مالک کے بیٹے کے نام سے بیان کیا گیا ہے اور بیٹے کے مارے جانے کے بعد ہمارے نبی کی بعثت کا ذکر ہے جن کو خود مالک کی آمد کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے پس مالک تو آ چکا۔ آپ کی بھلائی اسی میں ہے کہ مالک کو مانیں اور پولوس اور یونانیوں کے اس بگاڑ کو چھوڑ دیں جو انہوں نے یسوع کی سچی تعلیم میں پیدا کیا۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

ہر احمدی بڑی اچھی طرح یہ جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور صرف احمدی ہی نہیں بلکہ شریف الطبع غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی اسلام کی خدمت کا حق ادا کر رہی ہے۔

اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی اس طرح گواہی دے رہے ہیں جس کی نظیر کہیں اور نہیں ملتی اور پھر آپ کی تعلیم کے زیرِ اثر آپ کی قائم کردہ جماعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے والے ہر ہاتھ اور دریدہ دہنی کرنے والی ہر زبان کو روکنے کے لئے صحیح ردّعمل کا اظہار کر رہی ہے۔

جتنی جانی قربانی جماعت نے گزشتہ دو سال میں پاکستان میں دی ہے، پہلے کبھی نہیں دی۔ پس یہ قربانیاں رائیگاں جانے کے لئے نہیں بلکہ فتوحات دکھانے کے لئے ہیں۔ بیشک جماعت کی ترقی کے لئے قربانیاں بھی ضروری ہیں لیکن یہ بھی دعا ہمیں کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں فتوحات کے نظارے بھی جلد دکھائے۔

کراچی کے تین شہداء مکرم سعد فاروق صاحب ابن مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب، مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب ابن مکرم شاہ محمد صاحب مرحوم، مکرم ڈاکٹر راجہ عبدالحمید خان صاحب ابن مکرم راجہ عبدالعزیز صاحب۔ اسی طرح مکرم ریاض احمد بسراء صاحب ابن مکرم چوہدری منیر احمد بسراء صاحب شہید گھٹیالیاں اور مکرم عبدالرحمٰن الجبالی صاحب آف سعودی عرب اور مکرم عزت عبدالسمیع محمد جلال صاحب آف مصر کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 26 اکتوبر 2012ء بمطابق 26 اخاء 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ۔ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ۔ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۔ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ۔ وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۔ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوْا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ۔ (سورة البروج: آيات 2تا12)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ: قسم ہے بُرجوں والے آسمان کی اور موعود دن کی، اور ایک گواہی دینے والے کی اور اس کی جس کی گواہی دی جائے گی۔ ہلاک کردیئے جائیں گے کھائیوں والے (یا خندقوں والے)۔ یعنی اس آگ والے جو بہت ایندھن والی ہے۔ جب وہ اس کے گرد بیٹھے ہوں گے۔ اور وہ اس پر گواہ ہوں گے جو وہ مومنوں سے کریں گے۔ اور وہ ان سے پرخاش نہیں رکھتے مگر اس بنا پر کہ وہ اللہ، کامل غلبہ رکھنے والے صاحبِ حمد پر ایمان لے آئے۔ جس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو فتنہ میں ڈالا پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب (مقدّر) ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

یہ آیات سورۃ البروج کی ہیں جن میں اسلام کی اصل تعلیم کا ہر زمانے میں محفوظ رہنے کا بھی ذکر ہے۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مسیح موعود کے آنے کا بھی ذکر ہے۔ آپ کے یعنی مسیح موعود کے اور آپ کی جماعت کے دشمنوں اور مخالفین کا بھی ذکر ہے۔ افرادِ جماعت کو قربانیوں کے لئے تیار بھی کیا گیا ہے۔ یعنی ایسی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، ایسی مخالفت اور تکالیف ہوں گی جو لمبا عرصہ دی جاتی رہیں گی۔ اُن مخالفتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ دیکھ کر خاموش نہیں رہے گا بلکہ ایک دن آئے گا جب یہ لوگ جو مومنوں کو تکالیف دینے والے ہیں، جہنم کا عذاب دیکھیں گے اور جس آگ میں احمدیوں کو جلانا چاہتے تھے یا جلا رہے ہیں اور جلانے کی کوشش کر رہے ہیں، اُس سے بڑی آگ میں یہ جلیں گے۔ جبکہ احمدیوں کے لئے، مومنین کے لئے، مومنات کے لئے جنتیں ہیں، کامیابیاں ہیں۔ جماعت کو بحیثیت جماعت اس دنیا میں بھی غلبہ کی خوشخبری ہے اور ہر مومن کو جنت کی، کامیاب زندگی کی خوشخبری ہے۔

پس ان آیات کے مضمون کا یہ خلاصہ ہے۔ جب ہم ان آیات پر غور کریں اور ذرا تفصیل میں جائیں اور آج کل کے جماعت کے حالات پر بھی غور کریں تو جہاں قرآنِ کریم کی صداقت پر یقین بڑھتا ہے وہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یقین بڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے کہ کس طرح پیشگوئی کے طور پر پندرہ سو سال پہلے ایک بات بیان فرماتا ہے، ایک نقشہ کھینچتا ہے اور اسی طرح وہ پورا ہو بھی رہا ہے۔ اسلام کے ہر زمانے میں ہرا بھرا رہنے، چاہے وہ مخصوص اور محدود علاقوں اور لوگوں میں ہی رہا، اس کی یہ تسلی دلاتا ہے اور پھر اسی طرح ہوتا بھی چلا جاتا ہے کہ اسلام قائم ہے۔ اور پھر ایک ایسے موعود کے آنے کی خوشخبری بھی دیتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد اور پیغام کو محدود جگہوں پر اور محدود لوگوں میں نہیں جیسا کہ پہلے مجددین کے زمانے میں ہوتا رہا ہے بلکہ تمام دنیا اور تمام قوموں میں پھیلا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی چمک دنیا کو دکھائے گا۔ یہ پیشگوئی بھی ہمیں اس میں نظر آتی ہے۔ اور اس پیغام کو پھیلانے کے لئے دنیا کے ہر ملک میں ایک جماعت قائم کر کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا عرفان بھی اس شاہد مسیح موعود نے جماعت کو دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف: 159)۔ پس یہ سب کچھ مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کی صداقت کو بھی روز روشن کی طرح واضح کر رہا ہے، دکھا رہا ہے۔ خوش قسمت ہیں ہم جو مسیح موعود کی جماعت کا حصہ بن کر اُس شاہد سے منسلک ہیں جو اُس عظیم مشہود کی سچائی کی گواہی دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد اور مشن کو آگے بڑھانے کے لئے آیا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا پر روشن کرنے کے لئے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُسے بھیجا اور اپنے وعدہ کے مطابق بھیجا۔ قرآن کریم کی خوبصورت سچائی اور اس کے سب سے اعلیٰ وارفع ہونے کو دنیا پر ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا، جس نے اسلام میں دَر آنے والی، شامل ہو جانے والی تمام لغو باتیں اور بدعات سے پاک

اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے رکھا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام و مرتبہ کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے پہلے اسلام کی حالت دیکھ کر لوگ ایک شاہد کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔ وہ لوگ جن کے دل میں اسلام کا درد تھا، بے چین تھے۔ اسی لئے حالؔی نے کہا۔ رہا دین باقی نہ اسلام باقی اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

(مسدس حالی از خواجہ الطاف حسین حالی صفحہ 32 مطبوعہ فیروز سنز لاہور ایڈیشن اول 1988ء)

یہ صدا صرف ایک شخص کی صدا نہیں تھی بلکہ مختلف جگہوں سے مختلف الفاظ میں بلند ہو رہی تھی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا عین وقت کی ضرورت کے مطابق تھا۔ اور پھر یہ اُس وقت اور اُس زمانے میں ہی نہیں کہ آپ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا بلکہ آج بھی کسی مصلح کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سچے عاشق کو دنیا تلاش کر رہی ہے یا کرنا چاہتی ہے۔ ہر نیک فطرت کی آواز ہے کہ کوئی آئے اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کی اصلاح کرے۔ اس سال جلسہ کی تقریر میں مَیں نے اس کی تفصیل اور غیروں کے حوالے پڑھ دیئے تھے اس لئے اس کی تفصیل میں اس وقت تو نہیں جاؤں گا۔

بہرحال ہر احمدی بڑی اچھی طرح یہ جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور صرف احمدی ہی نہیں بلکہ شریف الطبع غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی اسلام کی خدمت کا حق ادا کر رہی ہے۔ مَیں نے گزشتہ خطبوں میں بتایا بھی تھا کہ وکیلوں کی ایک مجلس میں بھی انہوں نے یہی کہا کہ وکیلوں کی طرف سے اگر کوئی کوشش ہو سکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ آرگنائز کر سکتی ہے۔ اور کسی بھی معاملے میں دیکھ لیں کہ جو کوشش جماعت احمدیہ کی طرف سے ہوتی ہے وہ کوئی اَور نہیں کر سکتا اور یہ وہی لوگ سمجھتے ہیں جو نیک فطرت ہیں کہ یہ آرگنائز جماعت ہے، یہ کر سکتی ہے اور یہ بہرحال ایک حقیقت ہے۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو نکھر کر اور بھی واضح ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی اس طرح گواہی دے رہے ہیں جس کی نظیر کہیں اور نہیں ملتی اور پھر آپ کی تعلیم کے زیرِ اثر آپ کی قائم کردہ جماعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے والے ہر ہاتھ اور دریدہ دہنی کرنے والی ہر زبان کو روکنے کے لئے صحیح ردّعمل کا اظہار کر رہی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کا ردّعمل کیا ہے؟ وہ ایک ایسا ردّعمل ہے جو اسلام دشمن طاقتوں کو مزید موقع دے رہا ہے کہ اسلام کے خلاف بولیں، مزید اپنی زبانیں کھولیں، استہزاء کریں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ نام نہاد علماء کس قسم کے فتوے دے رہے ہیں۔ ان کے فتوے تو قتل و غارت کے فتوے ہیں یا اپنے ہی ملکوں میں اپنی ہی جائیدادوں کو آگیں لگانا، یا اپنے ہی لوگوں کو مارنا، یہ اُن کا ردّعمل ہے۔ لیکن جب احمدی کا ردّعمل یہ لوگ دیکھتے ہیں تو غیر مسلموں میں سے بہت سارے ایسے بھی ہیں جو انصاف پسند ہیں، طبیعت میں کچھ نہ کچھ شرافت ہے۔ وہ جب اصل اسلام کی حقیقی تصویر کا ذکر احمدی کے منہ سے سنتے ہیں تو اُن میں سے بعض شرمندہ بھی ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بولنے والوں یا استہزاء کرنے والوں کو برا بھی کہتے ہیں۔

گزشتہ دنوں ہی ایک خط آیا۔ ایک جگہ فنکشن تھا اور وہاں سے احمدی نے لکھا کہ فنکشن میں ایک عیسائی عورت آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بولی۔ تو اُس نے کہا کہ اُس وقت میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان لوگوں میں بھی ایسے لوگ پیدا کئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل مقام کو اپنے لوگوں میں پہنچا رہے ہیں۔ بہرحال ہر جگہ ایک جیسے لوگ نہیں ہوتے۔ اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ پس اس کو ہم نے مزید اجاگر کر کے دنیا کو بتانا ہے۔

احمدی کا ردّعمل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو دنیا پر اجاگر کیا جائے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی جائے۔ دنیا کو بتایا جائے کہ اب دنیا کا نجات دہندہ یہی نبی ہے۔ دنیا کو بتایا جائے کہ اب اسلام کی تعلیم ہی کامل اور مکمل تعلیم ہے۔ یہی تعلیم ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے کا راستہ دکھانے والی ہے۔ پس اگر نجات چاہتے ہو تو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی تعلیم کے ساتھ جُڑ جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بدوؤں کو، اَن پڑھ جاہلوں کو باخدا انسان بنا کر اُن کو محبت اور صلح کا سفیر بنا دیا تھا اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے دلوں میں محبت کی لَو جلائی تھی۔

پس اسلام نے تو یہ معجزے دکھائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ معجزے دکھائے ہیں اور یہی معجزے دکھانے کے لئے، انہی باتوں کی تجدید کے لئے، دنیا کو نئے سرے سے بتانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے جس کا نام یا جس کو ان آیات میں ''شاہد'' ظاہر کیا گیا ہے۔

بہرحال اب مَیں واپس اس بات کی طرف آتا ہوں کہ یہ جو شاہد اللہ تعالیٰ نے بھیجا اس کے دعویٰ کے بعد مسلمانوں کا کیا ردّعمل ہوا۔ باوجود اس کے کہ اس ضرورت کو محسوس کر رہے تھے، جیسا کہ میں نے کہا، باوجود اس ضرورت کے محسوس ہونے اور اس کا اظہار کرنے کے جب اللہ تعالیٰ نے اس شاہد کو بھیجا تو اس کے لئے انہوں نے کیا ردّعمل دکھایا؟ انہوں نے اُس کو کس طرح اس کے دعوے کا جواب دیا؟ اور یہ تو بہرحال ہونا ہی تھا کیونکہ ان آیات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کا ردّعمل ان لوگوں کی طرف سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جیسا کہ مَیں نے کہا، یہی نقشہ کھینچا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دلوں میں حقیقی رنگ میں بٹھانے کے لئے، قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتانے کے لئے مسیح موعود کو بھیجے گا اور جب وہ آئے گا تو اُس کو بھی اور اُس کی جماعت کو بھی خوفناک مصائب اور مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہی انتظار کرنے والے جو کہہ رہے تھے کہ اسلام کا نام باقی رہ گیا ہے، دین کا نام باقی رہ گیا ہے یہ انتظار کرنے والے بھی اور مخالفین بھی جو اس بات پر خوش ہو رہے تھے کہ اسلام ختم ہوا۔ اس شاہد کے آنے کے بعد ان سب لوگوں کی جو کوششیں ہوں گی وہ اکثریت کی مشترکہ کوششیں بن جائیں گی۔ وہ مخالفتوں کی خوفناک آگیں جلائیں گے اور ان لوگوں کو آگ میں ڈالنا چاہیں گے۔

پس یہ ان کی حالت ہے کہ ایک طرف تو مسلمانوں کی حالت پر رونا ہے اور ابھی تک رویا جا رہا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت کی بھی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو مخالفت کی آگیں بھڑکا رہے ہیں، ان پر اس کی لعنت بھی ہے اور آخرکار یہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ لیکن مومنین اسی بات پر خوش نہ ہو جائیں۔ مومنین کو بہرحال قربانیاں دینی پڑیں گی اور یہ قربانیاں بھی کوئی عارضی نہیں ہوں گی، وقتی نہیں ہوں گی بلکہ وقتاً فوقتاً یہ مخالفت کی آگ بھڑکائی جاتی رہے گی۔ احمدیوں پر ظلم و جور کیا جاتا رہے گا اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی اسی سختی اور قربانی کے نتیجہ میں ہوگی، انہی ظلموں کے نتیجہ میں ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اپنی مختلف تصنیفات میں بھی اور ارشادات میں بھی اس طرف توجہ دلائی ہے۔ پس احمدیت کی مخالفت، احمدیوں کا مالی نقصان، احمدیوں کا جانی نقصان، احمدیوں سے بائیکاٹ جو بعض ملکوں میں ہے اور پاکستان میں تو آجکل بہت زیادہ، حد سے زیادہ بڑھتا جا رہا ہے۔ احمدی بچوں پر سکولوں اور بازاروں میں آوازے کسنا اور اُن سے اساتذہ کی طرف سے بھی، ماسٹروں کی طرف سے بھی، ٹیچرز کی طرف سے بھی اور لڑکوں کی طرف سے بھی اذیت ناک سلوک، علمی لحاظ سے بھی احمدیوں کو تباہ کرنے کی کوشش، ہمارے لائق طلباء کو یونیورسٹیوں میں تنگ کیا جا رہا ہے، ان کو نکالا جا رہا ہے۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دی تھیں کہ یہ تو ہوں گی۔ مختلف قسم کی، مختلف نہج کی آگیں جلائی جائیں گی جن میں ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔ گو کہ ظاہری آگ بھی احمدیوں کے خلاف بھڑکائی گئی۔ بعض گزشتہ فسادات جو 73ء میں بھی اور اُس کے بعد بھی ہوئے ہیں، ان میں گھروں کو آگیں لگائی گئیں اور کوشش کی گئی کہ احمدیوں کو گھروں میں جلایا جائے، ان کو زندہ جلا دیا جائے اور باہر پولیس بھی اور دوسرے لوگ بھی تماشا دیکھتے رہے لیکن دوسری قسم کی آگیں بھی اس میں شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے موعود آئے گا اُس کے ساتھ اور اُس کے ماننے والوں کے ساتھ بڑے سخت ظلم ہوں گے اور یہ ظلم مسلمانوں کی طرف سے بھی ہوں گے۔ چنانچہ حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کی یہ بگڑی ہوئی حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی جواب ہوگا کہ جب تک مَیں اُن میں تھا اُن کا نگران تھا۔ بعد میں یہ بگڑ گئے تو وہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ وہی حضرت عیسیٰ والا جواب۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ المائدۃ باب وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم ...... حدیث نمبر 4625)۔ اور اس بگاڑ کو درست کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق جس مسیح موعود کو بھیجے گا اُس کے خلاف یہ لوگ آگیں بھڑکائیں گے اور بھڑکا رہے ہیں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لئے ہمیں خود بھی تیار فرمایا ہے۔ مختلف جگہوں پر بڑے زور سے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مصائب اور آفات اور تکلیفوں کی یہ گھڑیاں آئیں گی اور اُن کو صبر سے برداشت کرنا۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

''وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے''۔ فرمایا کہ ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اُس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں، اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجے سے محروم نہیں، ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پھر آپ اپنی کتاب فتح اسلام میں فرماتے ہیں کہ:

''سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں''۔ (اب صرف یہ ضروری نہیں ہے کہ جن لوگوں پر

سختیاں آ رہی ہیں اُن کا ہی کام ہے یا اُن کی ہی سختیاں ہیں بلکہ جن پر نہیں ہیں اُن کے لئے محنت اور جانفشانی ہے کہ دعاؤں اور عبادتوں میں ایک خاص رنگ پیدا کریں۔ اپنی نمازوں میں اپنی تہجدوں میں ایک خاص رنگ پیدا کریں۔) پھر آپ فرماتے ہیں ”اپنے سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھودیں اور اعزاز اسلام کے لیے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں“۔ (اُس وقت تک یہ نہیں ہوگا۔ فرمایا) ”اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے“۔ (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ 11-10)

پس گو آخری فتح یقیناً ہماری ہے اور اسلام کی فتح یقیناً اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت سے وابستہ ہے لیکن اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی ہے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ ایمان کی حفاظت کے لئے آگ میں جلنے کے لئے تیار رہو۔ ایک مخالفت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ پاکستان میں وقتاً فوقتاً یہ مخالفت کی آگ احمدیوں کے خلاف بھڑکائی جاتی رہی ہے اور بھڑکائی جارہی ہے۔ لیکن گزشتہ دو سال سے جو حالت ہے اور جتنی اس میں تیزی آ رہی ہے، اس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ جتنی جانی قربانی جماعت نے گزشتہ دو سال میں پاکستان میں دی ہے، پہلے کبھی نہیں دی۔ پس یہ قربانیاں رائیگاں جانے کے لئے نہیں بلکہ فتوحات دکھانے کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان فتوحات کی تسلی بھی دلائی ہے۔ تاریخ بھی اس بات پر گواہ ہے کہ فتوحات ان قربانیوں کے نتیجہ میں ہی ملی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے پر غور کرو۔ انہوں نے دین کی خاطر کیسے کیسے مصائب اُٹھائے اور کن کن دکھوں میں مبتلا ہوئے، نہ دن کو آرام کیا نہ رات کو۔ خدا کی راہ میں ہر ایک مصیبت کو قبول کیا اور جان تک قربان کردی“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 330 مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ اور آپ کی جماعت سے قربانی کی توقعات کو آج بھی جماعت نے خوب سمجھا ہوا ہے اور یاد رکھا ہوا ہے اور خوش ہو کر جماعت کے لئے نذرانے پیش کر رہے ہیں، جیسا کہ مَیں نے کہا ان گزشتہ دو سالوں میں جماعت نے بے انتہا جانی قربانی پیش کی ہے۔ مجھے کسی نے لکھا کہ گزشتہ دنوں کراچی میں جو ایک جواں سال کی شہادت ہوئی ہے، اُس پر میں نے افسوس کرنے کے لئے فون کیا تو اُس کی کسی قریبی عورت نے، اُن کی ماں یا بہن تھی مجھے کہا کہ ہمیں تو مبارک دو کہ ہمارے گھر کو بھی شہادت کا رُتبہ ملا ہے۔ پس چاہے یہ لاہور کی شہادتیں ہوں یا منڈی بہاؤالدین کی ہوں یا گھٹیالیاں کی ہیں یا کراچی کی، یہ قربانی کی روح ہر جگہ ہر احمدی میں نظر آتی ہے اور احمدی سمجھتے ہیں کہ اسی میں ہماری فتح ہے۔

پس اے دشمنانِ احمدیت! تم جس طرح لاہور میں درجنوں شہادتیں کرنے کے بعد بھی کسی احمدی کو اُس کے ایمان سے ہٹا نہیں سکے، احمدیوں کا ایمان متزلزل نہیں کر سکے، اسی طرح کراچی کے احمدیوں کے ایمانوں کو بھی متزلزل نہیں کر سکتے۔ کبھی ان کے ایمانوں میں کمی نہیں آ سکتی۔ انشاء اللہ۔ آج احمدی ہی حقیقت میں اس قربانی کی روح کو سمجھتا ہے اور سمجھتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اُس کو اس بات کا ادراک ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینی پڑے گی۔ جیسا کہ مَیں نے کراچی کی اس شہادت کا ذکر کیا۔ گزشتہ دنوں کراچی میں تقریباً ایک ہفتہ کے دوران یا چند دن کے عرصے میں تین شہادتیں ہوئی ہیں، کچھ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ گزشتہ جمعہ کو میں نے اس کا ذکر کیا تھا، ان میں سے ایک آدھ کی حالت بھی تشویشناک ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے ایک واقعہ عورتوں کا سنایا، ان کے عزیزوں کے ایمان کو بھی متزلزل نہیں کر سکے۔ بیشک دشمن اپنی بھرپور کوشش کر رہا ہے کہ یہ آگیں جلائیں اور پھر اس کی نگرانی بھی کریں۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ کی صورتحال پیدا کریں اور پیدا کر رہے ہیں تا کہ یہ دیکھیں کہ کس طرح احمدیوں کو نقصان پہنچانے اور جلانے کی کوشش کامیاب ہوتی ہے اور اُس کی نگرانی کی جاتی ہے۔ اور پھر یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس نگرانی کی جو یہ مخالفین احمدیوں کی کر رہے ہیں اور جلانے کی اپنی طرف سے کوشش کر رہے ہیں اُس کی ایک صورت یہ بھی سامنے آئی ہے، کراچی کی ہی بات ہے کہ جب ایک خاندان کے افراد کو شہید کیا گیا یعنی جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے، تو سنا ہے پھر مولوی یا اُن کے چیلے چانٹے ہسپتال والوں پر یہ دباؤ ڈالنے کے لئے جمع ہو گئے تھے کہ ان کا علاج نہ کیا جائے۔ تو یہ نگرانی بھی ساتھ ساتھ کی جائے کہ پہلے گولیاں ماری جائیں، پھر ہسپتالوں میں بھی، ایسی جگہوں پر پیچھا کیا جائے جہاں اُن کا علاج کیا جارہا ہے اور نگرانی کی جائے کہ کہیں صحیح طرح علاج نہ ہو۔ یہ تو ان ظالموں کا حال ہے جو رحمۃ للعالمین کے نام پر یہ ظلم کر رہے ہیں۔ اصل ظلم تو یہ ہے کہ اپنے ظلموں اور بیہودگیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے نام پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیتے ہیں۔

پس یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔ کیونکہ نہ صرف اپنے ساتھ بے علم لوگوں کو ملا کر، اُن کے جذبات کو بھڑکا کر وہ احمدیوں پر یہ ظلم دین کی آڑ میں کر رہے ہیں بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا، جانتے بوجھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف آپ کے نام پر یہ ظلم کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۔ پس اُن کے لئے جہنم کا عذاب بھی ہے اور آگ کا عذاب بھی ہے۔ اس دنیا کا عذاب بھی ہے اور اگلے جہان کا عذاب بھی ہے۔

پس اگر ان لوگوں نے توبہ نہ کی، کیونکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ توبہ کرلیں تو پھر بخشے جا سکتے ہیں۔ تو اگر توبہ نہ کی اور اسی طرح یہ مومنین پر ظلم کرتے رہے، مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم کرتے رہے تو اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ان کے لئے عذاب مقدر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مومن خوش ہوں کہ اُن کے لئے جنت ہے، سایہ دار باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس دنیا میں بیشک ہر قسم کی تکلیف پہنچا کر مخالفین اپنے زعم میں ہمارے خلاف آگیں بھڑکا رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان مومنوں کے لئے ٹھنڈی چھاؤں اور ٹھنڈے پانی ہیں، جبکہ مخالفین کے لئے ہمیشہ کی رہنے والی آگ مقدر ہے۔ پس احمدی جو عموماً تو اچھا حوصلہ دکھانے والے ہیں اس مخالفت سے بعض جگہ بعض دفعہ پریشان بھی ہو جاتے ہیں، لیکن وہ پریشان نہ ہوں۔ احمدیوں کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں پندرہ سو سال پہلے ہی قبولیت کا درجہ پا گئی ہیں جب قرآنِ کریم نازل ہوا۔ پس یہ کوئی معمولی اعزاز نہیں ہے۔ پس ہر احمدی چاہے وہ پاکستان میں ہو، انڈونیشیا میں ہو، ہندوستان کے چھوٹے سے گاؤں میں ہو یا کسی عرب ملک میں ہو، کہیں بھی ہو۔ جو بھی مخالفین کی طرف سے بھڑکائی گئی اذیتوں کی آگ میں سے گزر رہا ہے یا پاکستان کا ہر احمدی جسے ہر وقت یہ کہہ کر اذیت دی جارہی ہے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ نعوذ باللہ آپؐ کو خاتم الانبیاء تسلیم نہیں کرتے۔ تم ختم نبوت کے منکر ہو، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے خلاف مغلّظات سن کر اُن کے دل جلانے کی مستقل کوشش کی جاتی ہے۔ ان کا یہ صبر اور ان کی ہر قسم کی قربانی اُنہیں یعنی احمدیوں کو مستقل جنت کا وارث بنادے گی۔

اب کل یا پرسوں ہی دو دن پہلے ایک بیہودہ قسم کا پمفلٹ گالیوں سے بھرا ہوا ان غیر احمدیوں نے شائع کیا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بھی شائع کی اور پھر اُس جگہ جہاں سے ایک جلوس نکل رہا تھا، لوگوں کو کھڑا کر دیا جو ان تصویروں کو یا اس اشتہار کو پھینکتے جارہے تھے اور اس پر سے لوگ گزرتے جارہے تھے۔ اور اس طرح اپنے زعم میں نعوذ باللہ یہ اس تصویر کو اپنے پاؤں کے نیچے روندتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک کا باعث بن رہے تھے یا اپنا بدلہ لے رہے تھے۔ لیکن یہی ہتک ان کے لئے جہنم کا عذاب مقدر کرنے والی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کراچی میں تین شہادتیں ہوئی ہیں۔ آجکل مخالفین احمدیت کا کراچی کی طرف رخ ہے۔ اس وقت مَیں ان شہداء کے جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ ان شہداء کے درجات بلند فرمائے اور ہر شہید کے خون کا ہر قطرہ احمدیت کی ترقی کو لاکھوں کروڑوں میں بڑھانے والا ہو۔ بیشک جماعت کی ترقی کے لئے قربانیاں بھی ضروری ہیں لیکن یہ دعا بھی ہمیں کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں فتوحات کے نظارے بھی جلد دکھائے۔ اسی طرح ان میں سے جو تین چار زخمی مریض ہیں، اُن کی صحت کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ اب جو شہداء ہیں مَیں اُن کا کچھ ذکر کرتا ہوں۔

پہلے شہید ہیں مکرم سعد فاروق صاحب ابن مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب جن کو 19/اکتوبر کو بلدیہ ٹاؤن کراچی میں شہید کیا گیا۔ سعد فاروق صاحب شہید کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ اُن کے پڑدادا مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب کاہلوں آف چک 117 چھور مغلیاں شیخوپورہ کے ذریعہ ہوا، جنہوں نے اپنے گاؤں سے پیدل قادیان جا کر بیعت کی تھی۔ پھر 62ء میں لیّہ چلے گئے۔ پھر اُس کے بعد روزگار کے سلسلہ میں شہید کے والد کراچی منتقل ہو گئے۔ یہاں انہوں نے اپنا بزنس شروع کیا۔ شہید 5/اکتوبر 1986ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ الیکٹرانک انجنیئرنگ کی ڈگری لی اور اُس کے بعد کاروبار سے وابستہ ہو گئے۔ چند دن پہلے 15/اکتوبر کو شہید مرحوم کی شادی ہوئی تھی اور تین دن بعد ہی ان کو شہادت کا رُتبہ ملا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا واقعہ شہادت اس طرح ہے کہ 19/اکتوبر بروز جمعۃ المبارک سعد فاروق صاحب اور اُن کے والد فاروق احمد کاہلوں صاحب صدر حلقہ بلدیہ ٹاؤن دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد گھر واپس جارہے تھے۔ سعد فاروق صاحب موٹر سائیکل پر تھے جبکہ آپ کے والد فاروق احمد صاحب، سسر نصرت محمود صاحب، بھائی عماد فاروق صاحب اور ان کے تایا منصور صاحب، پھوپھا اشرف صاحب کار میں تھے۔ گھر کے قریب پہنچے ہی تھے کہ سعد فاروق صاحب پر دو نقاب پوش موٹر سائیکل سواروں نے پیچھے سے فائر کیا۔ گولی اُن کے دائیں طرف کان کے نیچے لگی اور دوسری طرف سے باہر نکل گئی جس سے شدید زخمی ہو کر گر پڑے۔ حملہ آوروں نے اس کارروائی کے بعد کار کا تعاقب کر کے فائرنگ شروع کی جس کے نتیجہ میں شہید مرحوم کے والد جو گاڑی چلا رہے تھے اُن کو بھی پانچ گولیاں لگیں جس میں سے دو گولیاں اُن کے دائیں بازو میں، دو گولیاں بائیں بازو میں، جبکہ ایک گولی اُن کی گردن کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔ شہید مرحوم کے چھوٹے بھائی عزیزم عماد فاروق کو ایک گولی ماتھے پر لگی اور سامنے آنکھ کے پیچھے کھوپڑی کی ہڈی میں پھنس گئی۔ شہید مرحوم کے سسر چوہدری نصرت محمود صاحب جو کہ گاڑی میں موجود تھے ایک گولی اُن کی گردن اور ایک گولی سینے میں اور ایک گولی پیٹ میں لگی۔ ان کی حالت پہلے سے تو بہتر ہے لیکن خطرے سے باہر

نہیں ہے۔ وینٹی لیٹر (Ventilator) پر رکھا ہوا ہے۔ ان کے پھوپھا اشرف صاحب بھی زخمی ہوئے اور باقی دو محفوظ رہے۔ جب واقعہ ہوا ہے تو شہید مرحوم کے والد صاحب نے شدید زخمی حالت میں گاڑی چلانی شروع کی اور جب پیچھے دیکھا تو شہید مرحوم سڑک پر گرے ہوئے تھے۔ وہ گاڑی روک کر پہلے اُن کے پاس آئے، اُن کو گاڑی میں ڈالا اور خود زخمی ہونے کے باوجود خود گاڑی چلا کر ہسپتال پہنچے۔ ہسپتال پہنچتے ہی سعد فاروق شہید ہو گئے۔ انہوں نے جان دے دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

شہید مرحوم موصی تھے اور 21/اکتوبر کو ربوہ میں اُن کا جنازہ ادا کیا گیا۔ شہید مرحوم کا اپنے خاندان سے نہایت محبت کا تعلق تھا۔ ان کی والدہ بتاتی ہیں کہ رات کو سونے سے پہلے ہمارے کمرہ میں آتے۔ میرے اور اپنے والد کے پاؤں دباتے۔ ہمیں چائے پلاتے اور اے سی (AC) کا ٹمپریچر سیٹ کر کے جانے کی اجازت طلب کرتے۔ اور کہتی ہیں ہماری اطاعت کے تمام معیار پورے کرتے۔ آج تک انہوں نے ہماری کوئی بات نہیں ٹالی اور نہ ہی کبھی آگے سے جواب دیا۔ خون کا عطیہ دینے کا اُنہیں بہت شوق تھا اور محلے یا جماعت میں کسی کو بھی خون کی ضرورت پڑتی تو سب سے پہلے خود اپنے آپ کو پیش کرتے۔ ان کی والدہ کہتی ہیں میرے منع کرنے پر کہتے کہ اُمی یہ خون تو ضائع ہو جانا ہے، کیوں نہ کسی کے کام آ جائے۔ ان کی بہن ڈاکٹر صبا فاروق ہیں، یہ کہتی ہیں کہ ہمارا بہن بھائیوں کا دوستی کا رشتہ تھا۔ انتہائی پیار کرنے والا بھائی تھا بلکہ لوگ مجھے کہا کرتے تھے تمہارا بھائی دنیا سے الگ ہے۔ اور کہتی ہیں چھوٹا ہونے کے باوجود ہمیشہ مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ (Treat) کرتا تھا۔ انتہائی نیک اور خدمت گزار تھا اور صرف ہمارے دل میں نہیں بلکہ جو بھی جس کا بھی اُس سے واسطہ ہے ہر ایک کے دل میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کی قربانی قبول فرمائے۔ اُن کی بیوہ بھی کہتی ہیں کہ نکاح کے بعد وہ امریکہ رہتی تھیں، تو جب فون پر اُن کی بات ہوتی تھی، وہ اکثر مجھے یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے شہادت نصیب ہو۔ جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ خدام الاحمدیہ کی بھی اور مختلف جماعتی خدمات میں بھی انہوں نے بھرپور حصہ لیا۔ قائد خدام الاحمدیہ کراچی کہتے ہیں کہ شہید سعد بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ سب سے بڑھ کر جو میں نے محسوس کیا وہ اُن کی عاجزی تھی۔ خاکسار نے ہمیشہ مشاہدہ کیا کہ جب بھی کسی کام کے لئے کہا گیا، یا کوئی بات دریافت کی گئی، وہ ہمیشہ سر جھکا کر نظریں نیچی کر کے صرف یہ جواب دیتا تھا جی قائد صاحب۔ اُن کی اطاعت بیمثال تھی۔ خلافت کے فدائی تھے۔ ہر عہدیدار کو اُس کے عہدے سے مخاطب کرتے۔ کبھی نام نہ لیتے۔ پچھلے ایک سال سے خاکسار نے اُنہیں ایک ایسے بلاک کا نگران مقرر کیا تھا جہاں جماعتی مخالفت زوروں پر تھی مگر اتنا کم عمر ہونے کے باوجود اُن کی بہادری اور لگن بیمثال تھی۔ اکثر اپنے سپرد مجالس کا دورہ کرتے اور مکمل کرتے اور رات گئے دیر سے فون پر کام مکمل ہونے کی اطلاع دیتے۔ خاکسار حیران ہو کر اُن کو ہمیشہ کہتا تھا کہ آپ کا یہ علاقہ خطرناک ہے اس لئے اپنا خیال رکھا کریں۔ شہید کا جذبہ بیمثال تھا۔ مشکل حالات میں اُن کی وجہ سے اُن کے سپرد مجالس میں جملہ امور کی انجام دہی میں خاص معاونت حاصل تھی۔ ان کے والد صاحب بڑے زخمی تھے تو ان سے ان کی شہادت چھپانے کی کوشش کی گئی۔ وہ بھی ہسپتال میں ہی تھے تو انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ سعد شہید ہو چکا ہے۔ مجھے اُس کی شہادت کا کوئی غم نہیں ہے۔ بس مجھے میرے شہید بیٹے کا چہرہ دکھا دو اور آپ اپنے شہید بیٹے کے پاس گئے اور اُس کی پیشانی کو چوما اور اُسے الوداع کہا۔

پس جس شہید کے باپ، بہن، ماں ایسے جذبات رکھتے ہوں دشمن بھلا اُن کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ شہید کے سُسر جو ہیں وہ بھی زخمی ہوئے ہیں۔ اُن کی کافی Critical حالت ہے۔ یہ امریکہ سے اپنی بیٹی کی شادی کے لئے وہاں گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفا عطا فرمائے۔

دوسرے شہید بشیر احمد بھٹی صاحب ابن مکرم شاہ محمد صاحب مرحوم ہیں۔ یہ بھی بلدیہ ٹاؤن کراچی کے ہیں۔ ان کی 23/اکتوبر کو شہادت ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑنانا مکرم محترم میاں محمد اکبر صاحب کی بیعت کے ذریعے سے ہوا۔ آپ کے گاؤں سے ایک وفد قادیان گیا۔ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ واپسی پر اُن کے ذریعہ گاؤں کے کئی لوگوں نے بیعت کی جن میں سے ایک آپ کے پڑنانا تھے۔ آباؤ اجداد کا تعلق باجوڑی چار کوٹ کشمیر کے ساتھ ہے۔ پھر بشیر صاحب سندھ میں ناصر آباد سٹیٹ میں آ کر بھی کچھ عرصہ آباد رہے۔ ان کی شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ اپنی دکان واقع بلدیہ ٹاؤن میں رات تقریباً 9 بجے بیٹھے ہوئے تھے کہ دو موٹر سائیکل سوار آئے جن میں سے ایک نے آپ پر تین گولیاں فائر کیں جن میں سے ایک گولی اُن کی گردن اور دوسری گولی سینے میں لگی۔ اُن کو فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا مگر آپ ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی عمر تقریباً 67 سال تھی۔ کشمیر میں ان کی پیدائش ہوئی۔ اَن پڑھ تھے، ناخواندہ تھے، محنت مزدوی کیا کرتے تھے۔ 1984ء میں کراچی شفٹ ہو گئے۔ پھر فیکٹریوں میں کام کرتے رہے اور ساتھ انہوں نے اپنے گھر دوکان کھولی ہوئی تھی، جو چھوٹی سی پرچون کی دوکان تھی۔ اولاد کی تربیت بڑی احسن رنگ میں کی۔ ان کا ایک پوتا عزیزم عمران ناصر پچھلے سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے گیا تو جاتے ہوئے آپ نے اُسے دین کی خدمت کی نصائح کیں۔ نظام جماعت سے مکمل تعاون کرتے تھے۔ خلافت کی محبت میں خدا تعالیٰ نے اُن کے دل کو گداز کیا ہوا تھا۔ اہلیہ کے علاوہ ان کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔

تیسری شہادت مکرم ڈاکٹر راجہ عبدالحمید خان صاحب ابن مکرم راجہ عبدالعزیز صاحب کی ہے۔ 1994ء میں محترم سید محمد رضا بسمل صاحب جو کہ ضلع کراچی کے معروف داعی الی اللہ ہیں اور صاحب علم بزرگ ہیں اُن کا رابطہ ڈاکٹر راجہ عبدالحمید خان صاحب شہید کے والد مکرم ڈاکٹر عبدالعزیز خان صاحب سے ہوا۔ سوال و جواب کی کئی محفلیں ہوئیں جس کے بعد سب سے پہلے ڈاکٹر راجہ عبدالحمید خان صاحب شہید کو 1994ء میں ہی بیعت کر کے جماعت احمدیہ مبائعین میں شامل ہونے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد ہی آپ کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ نے بھی بیعت کر لی۔ شہید مرحوم کے آباؤ اجداد کا تعلق افغانستان کے قبیلے یوسف زئی سے ہے۔ شہید مرحوم کے دادا مکرم عبدالحمید خان صاحب جن کے نام پر آپ کا نام رکھا گیا ہے، حیدر آباد دکن کے نواب کے چیف سیکرٹری تھے۔ شہید مرحوم 1972ء میں کراچی میں پیدا ہوئے اور آپ نے بلدیہ ٹاؤن سے ہی انٹر تک تعلیم حاصل کی۔ پھر نیوی سے انٹرن شپ کر کے نیوی میں بطور سویلین فورمین بھرتی ہو گئے۔ ڈاکٹر ان کو اس لئے کہتے تھے کہ نیوی کی ڈیوٹی سے واپس آ کر اپنے والد صاحب کے ساتھ ان کے کلینک میں بیٹھا کرتے تھے۔ وہیں سے تھوڑی بہت پریکٹس کر لیتے تھے۔ 23/اکتوبر کو رات کو آٹھ بج کر پینتالیس منٹ پر دو موٹر سائیکل سوار آئے ہیں اور ایک شخص موٹر سائیکل پر ہی سوار رہا جبکہ دوسرا کلینک میں داخل ہوا اور اُس نے پستول سے آپ پر تین فائر کئے۔ ایک گولی آپ کے بائیں گال پر لگی اور دائیں جانب گال کے اوپر سے ہی باہر نکل گئی جبکہ دوسری گولی ٹھوڑی پر نیچے کی جانب لگی۔ ایک گولی بائیں کندھے پر بھی لگی جو کمر سے باہر نکل گئی۔ ان تین گولیوں کے لگنے سے آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ گو کہ 94ء کی بیعت تھی لیکن یہ بھی حلقہ بلدیہ ٹاؤن میں جماعتی خدمات بطور سیکرٹری تربیت نومبائعین انجام دے رہے تھے۔ دعوت الی اللہ کا شعبہ کے آپ نگران تھے۔ پھر ناظم تربیت نومبائعین بھی خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ بڑے ہمدرد، بااخلاق مزاج کے حامل تھے۔ چہرہ پر ہمیشہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ رہتی۔ بڑی دھیمی آواز میں بات کیا کرتے تھے۔ آپ کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ آپ ایک انتہائی خیال رکھنے والے اور محبت کرنے والے شوہر اور شفیق باپ تھے۔ دین کی خدمت اور اطاعت، خلافت سے محبت آپ کی خوبیوں میں سے نمایاں خوبیاں تھیں۔ آپ کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ بلدیہ ٹاؤن میں ہونے والی شہادتوں کی وجہ سے علاقے میں تناؤ تھا۔ شہید مرحوم شہادت سے ایک روز قبل مجھے کہنے لگے کہ کچھ احمدی گھرانے حالات کی وجہ سے یہاں سے شفٹ ہو رہے ہیں، اس طرح تو دشمن اپنے عزائم میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی آپ پر رقت طاری ہو گئی اور کہنے لگے لیکن مَیں نہیں ڈرتا۔ میری خواہش ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاؤں۔ نیز کہا کہ کہیں آپ ڈر کا شکار تو نہیں ہیں؟ ان کی اہلیہ کہتی ہیں مَیں نے کہا کہ نہیں، مَیں بھی نہیں ڈرتی بلکہ مجھے بھی آپ کے لئے اور اپنے لئے شہادت کا شوق ہے۔ ان کی اہلیہ نے لکھا ہے کہ میری تین بچیاں ہیں۔ چھوٹی عمر کی بچیاں ہیں، اُن کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے نیک نصیب کرے۔ اللہ تعالیٰ خود ان کا حافظ و ناصر ہو۔

چوتھی شہادت ریاض احمد بسراء صاحب ابن مکرم چوہدری منیر احمد بسراء صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کی ہے۔ 18/اکتوبر کو ان کی شہادت ہوئی۔ ان کے دادا کے بھائی مکرم چوہدری غلام رسول صاحب بسراء صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل میں سے تھے۔ 1958ء میں یہ گھٹیالیاں کلاں تحصیل پسرور میں پیدا ہوئے۔ گاؤں میں جس طرح بعض دشمنیاں چلتی ہیں، ان کی دشمنیاں چل رہی تھیں۔ ان کے بڑے بھائی کو پہلے شہید کیا گیا تھا اور پھر ان کے بعض دوسرے عزیزوں رشتہ داروں کو بھی۔ اُن کی دشمنیاں آگے چل رہی تھیں لیکن بظاہر لگتا ہے کہ یہ براہ راست اُس میں انوالو (Involve) نہیں تھے لیکن جماعتی خدمات اور ایک رعب کی وجہ سے وہاں کے علاقے کے بعض لوگ ان کے کافی خلاف تھے اور خاص طور پر کچھ مولوی اس علاقہ میں اب نئے آئے ہیں جنہوں نے ان کے دشمنوں کو بھڑکایا کہ ذاتی دشمنی کو اب جماعتی رنگ دو اور اب ان کو شہید بھی کر دو گے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا فوراً کہہ دینا کہ یہ کیونکہ قادیانی تھا اس لئے ہم نے مار دیا۔ بہرحال 18/اکتوبر کو جمعرات کی نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد یہ کچھ دیر وہاں ڈیوٹی دینے والے خدام کے پاس بیٹھے رہے اور اُس کے بعد واپس گھر جا رہے تھے کہ راستے میں ان کو بعض نامعلوم افراد نے پکڑ کر فائر کیا جس کے نتیجہ میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ جماعتی کاموں میں بہت فعال تھے۔ انہوں نے چار سال قائد مجلس گھٹیالیاں کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ چھ سال تک ناظم عمومی گھٹیالیاں رہے اور آجکل بطور سیکرٹری امور عامہ گھٹیالیاں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انصار اللہ کے مختلف عہدوں پر بھی فائز رہے۔ جماعت کے لئے بڑی غیرت رکھنے والے تھے اور نظام جماعت کی اطاعت بھی ان میں خوب تھی۔ خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔ ان میں بڑا جوش بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

یہ تو شہداء کا ذکر ہے۔اس کے علاوہ دو اور وفاتوں کا بھی اعلان کروں گا اور ان شہداء کے ساتھ ان کے جنازہ غائب بھی ادا کئے جائیں گے۔

ان میں سے ایک سعودی عرب کے مکرم عبدالرحمٰن الجبالی صاحب ہیں۔نو مبائع تھے۔9/اکتوبر کو ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ان کی عمر 47 سال تھی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔2010ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل ہوئے تھے۔بڑے خاموش طبع اور غور وفکر کے عادی تھے۔اُنہیں احمدیت کی ترقی پر کامل یقین تھا اور کہا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو اُن کے ملک میں بہت پذیرائی مل رہی ہے اور احمدیت ہی وہاں کے لوگوں کی واحد امید گاہ ہے۔مرحوم بچپن سے ہی سچائی کے متلاشی تھے۔ان کی زندگی میں عام لوگوں سے ہٹ کر بہت سے عجیب وغریب واقعات پیش آئے۔بالآخر اُنہیں احمدیت کی نعمت ملی جس پر ان کا ایمان بہت پختہ تھا۔گھر پر یا باہر ہر ملنے والے کو تبلیغ کرتے تھے۔گزشتہ دو سال سے کہا کرتے تھے کہ اب ان لوگوں کو تبلیغ کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ سب لوگ احمدیت کے بارے میں جانتے ہیں لیکن قبول کرنے کی جرأت نہیں کرتے لہٰذا اب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔2010ء میں جب یہ یہاں بھی آئے ہیں تو انہوں نے بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کیا تھا۔ان کے بارے میں سعودی عرب کے ہی ایک نو مبائع لکھتے ہیں کہ ہمارے بھائی عبدالرحمٰن کو کوئی بیماری نہ تھی۔اچانک حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہو گئے۔ہم گواہی دیتے ہیں کہ مرحوم ہر دلعزیز تھے۔نہایت با اخلاق اور مطمئن اور ہر وقت ذکر الٰہی اور درود شریف میں مصروف رہتے تھے۔دنیا اُن کی نظر میں بالکل ہیچ تھی۔غرباء کی مدد کرتے اور صدقات دیتے تھے۔بیعت کے بعد ان کا دل دنیا سے بالکل اُچاٹ ہو گیا تھا۔

دوسرا جنازہ مکرم عزت عبدالسمیع محمد جلال صاحب (مصر) کا ہے۔ان کی وفات 11/اکتوبر کو ہوئی ہے۔آپ مکرم خالد عزت صاحب (مصر) کے والد تھے۔خالد عزت صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میرے والد عزت عبدالسمیع صاحب 11/اکتوبر کو وفات پا گئے۔میرے والدین شروع میں جماعت کے مخالف تھے لیکن جب میری اپنے شدید مخالف بھائی مکرم محمد سے جماعت کی صداقت پر گفتگو ہوتی تو سن کر کہنے لگے کہ ہم دونوں بھی آپ جیسے مسلمان ہیں۔لیکن بیعت فارم پر دستخط کرنے کی ضرورت نہیں۔2009ء میں والد صاحب کے کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی تو اُنہیں کچھ عرصہ میرے ہاں ٹھہرنے کا موقع ملا۔اس دوران ایم ٹی اے دیکھتے اور میری ملاقات کے لئے آنے والے احمدیوں سے متعارف ہوتے رہے۔اس طرح تسلی ہونے پر خود ہی 2010ء میں بیعت کر لی۔آپ نیک اور صالح اور نماز تہجد کے پابند تھے۔بچوں کو ہمیشہ رزق حلال کھلایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سنت کی پیروی سکھائی۔کہتے ہیں کہ پہلی بار خاکسار نے اُن کے ساتھ 1998ء میں حج کیا، اُس وقت میں بفضلہٖ تعالیٰ احمدی ہو چکا تھا۔اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور اُن کی اپنی اولاد کے بارے میں بھی اور اپنے ہم وطنوں کے بارے میں بھی جو نیک خواہشات تھیں اُنہیں بھی پورا فرمائے۔

حاصل مطالعہ

(انصر رضا۔ کینیڈا)

کسی کے کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا!

……”قائم مقام سپیکر قومی اسمبلی فیصل کریم کنڈی نے رولنگ دیتے ہوئے کہا کہ 1973 کا آئین مکمل طور پر اسلامی ہے۔الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں کسی شخص کے کہنے پر کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔قومی اسمبلی کے اجلاس میں ایم کیو ایم کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر حیدر عباس رضوی نے کہا کہ مولانا صوفی محمد نے پارلیمنٹ کو غیر شرعی قرار دیا ہے، سپیکر کی جانب سے رولنگ آنی چاہئے۔ایم کیو ایم کے متعدد بار مطالبہ پر قائم مقام سپیکر نے رولنگ دیتے ہوئے کہا کہ 1973 کا آئین عین اسلامی ہے، اس کے تحت کام کرنے والے تمام ادارے شرعی اور عین اسلامی ہیں یہ آئین اور قانون کے تحت کام کر رہے ہیں۔کسی بھی شخص کے کہنے سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوسکتا۔اس سے قبل ارکان قوم اسمبلی نے صوفی محمد کے ریمارکس پر شدید احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کا نوٹس لے، ہم اسلام کے نام پر شریعت محمدی کی بجائے شریعت صوفی محمد کو قبول نہیں کریں گے۔“

(نوائے وقت۔اپریل 24, 2009)

آخری نمونہ!

……”پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن نے کہا ہے کہ پروفیسر شاہ فرید الحق سیاست میں ہمارے اکابر کی اقدار اور وضع داری کا آخری نمونہ تھے۔“

(روزنامہ جنگ لاہور۔28 دسمبر 2011ء)

ڈیرہ اسماعیل خان: مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کی ایک ہی قبرستان میں تدفین!

……”جنوبی وزیرستان سے ملحقہ شہر ڈیرہ اسماعیل خان جو شدت پسندی سے بری طرح متاثر ہوا اور جہاں فرقہ وارانہ تشدد کے بے شمار واقعات پیش آئے وہاں اسی شہر میں مذہبی ہم آہنگی اور بھائی چارے کی ایک انوکھی مثال بھی پائی جاتی ہے۔یہاں کے ایک قبرستان میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں اور ہندوؤں کی تدفین بھی کی جاتی ہے۔اس قبرستان میں مسلمانوں کی قبروں پر قرآنی آیات، عیسائیوں کی قبروں پر صلیب کا نشان جبکہ ہندوؤں کی قبروں کے رنگ پیلے اور ان پر اوم لکھا ہوتا ہے۔چاہ سید منور قبرستان کے متولی شوکت علی شاہ نے بی بی سی کو بتایا کہ یہاں کسی مردے کی تدفین پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ہندو پنڈت آرسی شرما نے کہا کہ ماضی میں یہاں ایک شمشان گھاٹ تھا۔پاکستان بننے کے بعد اس شمشان گھاٹ پر اوقاف کا قبضہ ہے اس لیے اب ہندو اپنے مردے جلاتے نہیں ہیں بلکہ انہیں مجبوراً دفناتے ہیں۔پنڈت آرسی شرما نے کہا کہ کوہاٹ کے قریب ایک شمشان گھاٹ ہے جہاں کچھ عرصہ پہلے انہیں مردے جلانے کی اجازت دی گئی ہے جبکہ دیگر شہروں میں یہ اجازت نہیں ہے۔“

(روزنامہ ایکسپریس 25 جون 2010ء)

قوم کی اصلاح کی تدبیر

……”**علامہ شبلی نعمانی کا قول کہ قوم کی اصلاح صرف مقدس اور بزرگ ہستیوں سے ہوسکتی ہے:** ارشاد فرمایا کہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے جب دہلی میں نظارۃ المعارف قائم فرمایا تو تھانہ بھون آئے تھے۔انہوں نے فرمایا کہ میں علامہ شبلی نعمانی سے ملا تو مسلمانوں کی عام بے راہروی اور پریشانی اور مبتلائے آفات ہونے کا تذکرہ ہوا۔مَیں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی نظر میں قوم کی اصلاح کی تدبیر کیا ہے۔علامہ شبلی نے کہا کہ قوم کی اصلاح صرف وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کا قوم پر مکمل اثر ہو اور یہ اثر بغیر تقدّس کے نہیں ہوسکتا اور تقدس بغیر تقویٰ اور کثرت عبادت و ذکر اللہ کے حاصل نہیں ہوسکتا۔“

(مجالس حکیم الامت۔تحریر وترتیب مفتی محمد شفیع۔ناشر دارالاشاعت کراچی۔سن اشاعت 1366ھ)

گیمبیا میں عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر خدمت انسانیت

سید سعید الحسن شاہ۔مبلغ انچارج دی گیمبیا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عیدالاضحیہ کے موقعہ پر گیمبیا کی جماعت کو کئی نیکیاں بجالانے کی توفیق ملتی ہے۔ہر سال کی طرح امسال بھی سارے ملک میں خدمتِ انسانیت کی توفیق عطا ہوئی۔حضور ایدہ للہ تعالیٰ کی افریقہ سے خاص شفقت ہے جس کا اظہار کئی مواقع پر ہوتا ہے بالخصوص عیدین پر یہ نظارے نظر آتے ہیں۔اس سال بھی عید کے خصوصی تحائف کئی جگہوں پر تقسیم ہوئے۔جماعت کے ایک وفد نے ملک کے سب سے بڑے ہسپتال (رائل وکٹوریہ ہسپتال) میں مریضوں میں تحائف تقسیم کئے۔اسی طرح بعض پرائیویٹ کلینکس میں بھی وفد گیا اور ان میں بھی خوشیاں بانٹیں۔ذہنی مریض بھی معاشرے کا ایک حصہ ہیں جن کو بالعموم نظر انداز کر دیا جاتا ہے اللہ کے فضل سے حضور کی شفقتوں سے وہ بھی مستفید ہوئے۔ایک اَور طبقہ جن کو ملنے سے قریبی رشتے دار بھی کنی کتراتے ہیں جیلوں کے قیدی ہیں عید کے مواقع پر وہ اکثر ذہنی وجسمانی سے اذیت سے دوچار ہوتے ہیں۔افریقہ میں غربت کی وجہ سے یہ اذیت مزید بڑھ جاتی ہے۔جماعت کا ایک وفد خاکسار کی زیر قیادت سنٹرل جیل گیا اور قیدیوں اور سٹاف کے لئے تحائف (چاول، کوکنگ آئل اور دیگر سامان خورونوش) ایک تقریب میں حکام کے حوالے کئے گئے۔اس موقعہ پر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس نے جماعت کا بے انتہا شکریہ ادا کیا۔بعض آفیسرز کا بے ساختہ تبصرہ یہ تھا کہ ہر سال احمدیہ مسلم جماعت کو ہی ان بے سہارا قیدیوں کا خیال آتا ہے اگر آپ لوگ نہ آئیں تو جانے کیا صورتحال ہو۔جارج ٹاؤن (جو بانجل سے تقریباً دوسو کلو میٹر دُور ہے) کی جیل کے کمانڈنگ آفیسر نے مکرم امیر صاحب کو فون کر کے شکریہ ادا کیا اور حکومت کے نیک جذبات کا اظہار کیا اور کہا کہ ملک میں انسانیت کی خدمت کی مثال احمدیہ مسلم جماعت ہے۔یہ تحائف ملک کی تمام جیلوں میں تقسیم کئے گئے۔قیدیوں کے علاوہ جیلوں کے عملہ میں بھی تحائف تقسیم کئے گئے۔

سارے ملک میں ہزاروں احمدیوں نے اللہ کے حضور مناجات پیش کر کے عید منائی۔عید کا سب سے بڑا اجتماع ہیڈ کوارٹر ٹیلیڈ نگ (بانجل) میں ہوا جہاں سینکڑوں احمدیوں نے مسجد بیت السلام کے وسیع وعریض ہال میں نماز عید ادا کی۔خاکسار نے خطبہ عید دیا۔اللہ کے فضل سے سرکاری ریڈیو اور ٹی وی نے عید کی نماز اور خطبہ کو بھرپور کوریج دی اور عید کا خطبہ اسی دن سرکاری ٹی وی اور ریڈیو پر نشر ہوا۔نیشنل ریڈیو نے مقامی زبانوں مینڈینکا اور وولف کے ترجمہ کے ساتھ پینتالیس منٹ مکمل خطبہ نشر کیا اور نشر مکرر کے طور پر تین دفعہ دوہرایا۔اس طرح تمام ملک میں جماعت کا پیغام بڑے احسن رنگ میں پہنچا۔

بیت السلام بانجل کے علاوہ بصے، مانسا کونکو اور فرافینی میں بھی عید کے بڑے بڑے اجتماع ہوئے۔عید کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی شفقت سے جماعتی طور پر سارے ملک میں مختلف مقامات پر قربانیاں کی گئیں اور گوشت تمام ضرورت مندوں، غرباء میں تقسیم کیا گیا۔یاد رہے کہ یہ روایت صرف جماعت کی ہے کہ بلاتفریق سب کو عید کی خوشیوں میں شریک کرتی ہے۔

عید کے موقعہ پر مکرم امیر صاحب نے بھی مبارکباد کا پیغام دیا جس میں خاص طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے محبت بھرے سلام کا ذکر کیا اور جماعت کی انسانیت کیلئے خدمات کو بیان کیا۔یہ پیغام ملک کے تمام اہم اخبارات نے شائع کیا جبکہ ریڈیو اور ٹی وی نے اپنی خبروں میں اسے پیش کیا۔

خیرالقرون کی اکثریت قابل اتباع ہے آج کل کی اکثریّت نہیں!

……”**سوادِاعظم کی تفسیر**۔فرمایا کہ فتنہ اور اختلافات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوادِاعظم کا اتباع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔سوادِاعظم کے مفہوم میں علماء کے متعدد اقوال راجح ہیں۔یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد تو وہی ہے جو ظاہری الفاظ سے سمجھ آتا ہے یعنی جس طرف مجمع زیادہ اور اکثریت ہو اسی کا اتباع کیا جائے۔مگر میرے نزدیک یہ مخصوص ہے زمانہ خیرالقرون کے ساتھ جس میں مجموعی اعتبار سے خیر غالب تھی۔آج کل کی اکثریّت اس ارشاد کا مصداق نہیں کیونکہ آج کل تو عموماً غلبہ اور اکثریّت بے راہ چلنے والوں کی ہے۔“

(مجالس حکیم الامت۔تحریر وترتیب مفتی محمد شفیع۔ناشر دارالاشاعت کراچی۔سن اشاعت 1366ھ)

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

مسائل مجھے آجاتے ہیں۔ کہاں تک یہ صحیح ہے یا غلط ہے لیکن لڑکا لڑکی پر الزام لگا رہا ہوتا ہے اور لڑکی لڑکے پر۔ لڑکے کا الزام یہ ہوتا ہے کہ اس کا مطالبہ بہت زیادہ ہے اور بعض دفعہ یہ صحیح ثابت ہوتا ہے کہ لڑکیاں کہتی ہیں کہ یہ ہماری ڈیمانڈ پوری نہیں کرتا۔ یہ ہر مہینے یا ہر ہفتے ہمیں بیوٹی پارلر نہیں لے کے جاتا۔ بیوٹی پارلر جانا تو ایک احمدی عورت کا یا احمدی لڑکی کا مقصد نہیں ہے۔ اگر کسی کے پاس توفیق نہیں ہے تو کس طرح لے جا سکتا ہے؟ اپنی حدوں کے اندر رہ کر گزارہ کریں تو تبھی رشتے قائم رہ سکتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم شکر کرو گے تو مَیں تمہیں بڑھاؤں گا۔ ہر نیا جوڑا جو اپنی نئی زندگی شروع کرتا ہے اُس کی ابتدا تھوڑے سے ہی ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے اور آہستہ آہستہ جوں جوں زندگی گزرتی ہے تجربہ حاصل ہوتا ہے مردوں کی آمدنیاں بھی بڑھتی رہتی ہیں اور وسائل بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ پس یہ نوجوان لڑکیوں کو خاص طور پر مَیں کہتا ہوں کہ صبر اور حوصلے اور شکر کی عادت ڈالیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے رشتے بھی قائم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بھی وارث بنتی چلی جائیں گی۔ اور اُن لوگوں میں شمار ہوں گی جن کو پھر اللہ تعالیٰ پیار کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اپنے عہد پورے کرنے والی ہوں گی۔

پھر معاف کرنے کی عادت ہے۔ یہ بھی بہت ضروری ہے۔ انصاف کرنا ہے۔ انصاف کیا ہے؟ انصاف کا اللہ تعالیٰ نے یہاں تک حکم فرمایا ہے کہ اگر تمہیں اپنے قریبی عزیزوں اور اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو گواہی دو۔ یہ انصاف ہے جس کو ہم نے قائم کرنا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ میں یہ انصاف نہیں رہے گا تو پھر جماعت احمدیہ کا بھی کوئی مقصد نہیں ہے یا کم از کم اُس شخص کا جماعت میں رہنے کا کوئی مقصد نہیں ہے جو انصاف قائم نہیں کرتا۔ اگر یہ بے انصافی عہدیداروں سے ہو رہی ہے تو وہ بھی ذمہ دار ہیں۔ اگر آج یہاں نہیں پکڑے جاتے، نظام کی نظر میں نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ کے حضور تو پکڑے جائیں گے۔ اس لئے یہ انصاف آپ لوگوں نے قائم کرنا ہے۔ پس اس کی کوشش کریں۔

پھر احسان کرنا ہے۔ صرف انصاف نہیں کرنا بلکہ احسان ہونا چاہئے۔ ایک دوسرے سے پیار محبت کا سلوک ہونا چاہئے۔ اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچاتا ہے تو آپ اُس سے پیار کا سلوک کریں شاید اسی سے اُس کی اصلاح ہو جائے۔ اور اگر نہیں بھی ہوگی تو کم از کم اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ موردِ ثواب بن جائیں گے۔

پھر خوش خلقی ہے۔ یہ بہت اعلیٰ خلق ہے۔ ہنس کے ملنا، مسکرا کے ملنا، سلام کرنا۔ پھر صفائی ہے اس کا خیال کرنا۔ احمدیوں میں مسلمانوں میں صفائی کی طرف جتنی توجہ دلائی گئی ہے وہ صرف ظاہری صفائی ہی نہیں ہے۔ اپنے گھروں کی صفائی بھی ہونی چاہئے۔ اپنے ماحول کی صفائی بھی ہونی

R & R

CAR SERVICES LTD

Abdul Rashid

Diesel & Petrol Car Specialist

Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ

Tel: 020 8877 9336

Mob: 07782333760

چاہئے۔ اپنے ذہنوں کی صفائی بھی ہونی چاہئے۔ کوئی گندے خیالات، کوئی فضول چیزیں آپ کے ذہنوں میں نہ آئیں۔

غصے پر قابو پانا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ غصے پر قابو پاؤ۔ پھر برائیاں کون کونسی ہیں جن سے خود بھی رُکنا ہے اور دوسروں کو بھی روکنا ہے۔ کنجوسی، بخل جو ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے یہ ایک بہت بڑی برائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت احمدیوں کی، احمدی عورتوں کی تو خاص طور پر ایسی ہے جنہوں نے کم از کم جماعتی قربانی کے لئے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ جب بھی کچھ کہا گیا بڑھ کے اپنی جیبیں خالی کیں بلکہ اپنے خاوندوں کی بھی جیبیں خالی کر دیں، بعد میں بیشک خاوند اُن سے لڑتے رہیں۔ لیکن بعض ایسی بھی ہیں جو ذاتی اخراجات تو کر سکتی ہیں لیکن قربانی نہیں کر سکتیں۔ قربانی کرنے والی جیبیں جو ہیں وہ محدود ہیں ان میں اضافہ ہونا چاہئے۔

پھر عیب لگانا یہ بھی ایک برائی ہے۔ دوسرے پر بلاوجہ کسی بات کا عیب لگا دیا۔ اس سے ایک تو رشتوں میں دراڑیں پڑتی ہیں اور پھر معاشرے میں گندگی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس سے اصلاح نہیں ہوتی۔ اس سے بچنے کی بہت ضرورت ہے۔

پھر تحقیر اور ہر ایک کا تمسخر ہے۔ مذاق بھی ہونے چاہئیں تو ایک حد تک ہونے چاہئیں۔ اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے ہونے چاہئیں۔ خاص طور پر نوجوان لڑکیاں بھی غور سے سُن لیں۔ دس، بارہ، پندرہ سال کی لڑکیاں بھی بعض دفعہ آپس میں مذاق کرتی ہیں۔ بعض دفعہ بڑی عورتیں بھی کر دیتی ہیں لیکن ایسا مذاق نہیں ہونا چاہئے جس میں تمسخر ہو۔

پھر حسد ہے۔ یہ بہت بڑی برائی ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ جب حسد سے بچیں گی تو حسد سے بچنے کی تلقین بھی کر سکیں گی۔ فضول خرچی کی بات میں پہلے ہی کر آیا ہوں کہ اپنے پاؤں اُتنے ہی پھیلائیں جتنی چادر ہے۔ اس سے زیادہ بڑھیں گی تو گھروں میں فساد پیدا ہوں گے۔

پھر لغو باتیں ہیں۔ ان لغو باتوں کے لئے مَیں خاص طور پر بچوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لغو باتیں صرف وہ باتیں ہی نہیں جو بڑی بوڑھیاں بیٹھ کر کرتی ہیں۔ وہ تو کرتی ہیں اُن کو اس سے روکنا ہی ہے، لیکن دس بارہ سال کی عمر کی لڑکیوں سے لے کے نوجوان لڑکیوں تک کیلئے جو ٹی وی اور انٹرنیٹ ہے یہ آج کل لغویات میں شامل ہو چکا ہے۔ اگر آپ لوگ سارا دن ایسے پروگرام دیکھ رہی ہیں جس میں کوئی تربیت نہیں ہے تو یہ لغویات ہے۔ انٹرنیٹ جو ہے، اُس میں بعض دفعہ ایسی جگہوں پر چلی جاتی ہیں جہاں سے پھر آپ واپس نہیں آ سکتیں اور بے حیائی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ بعض دفعہ ایسے معاملات آ جاتے ہیں کہ غلط قسم کے گروہوں میں لڑکوں نے لڑکیوں کو کسی جال میں پھنسا لیا اور پھر اُن کو گھر چھوڑنے پڑے اور اپنے خاندان کے لئے بھی، جماعت کے لئے بھی بدنامی کا باعث ہوئیں۔ اس لئے انٹرنیٹ وغیرہ سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ بھی ذہنوں کو زہریلا کرنے کے لئے انٹرنیٹ پر بہت سارے پروگرام ہیں۔ ٹی وی پر بے حیائی کے بہت سارے پروگرام ہیں۔ ایسے چینل والدین کو بھی بلاک کر کے رکھنے چاہئیں جو بچوں کے ذہنوں پر گندے اثر ڈالتے ہوں۔ ایسے مستقل لاک (Lock) ہونے چاہئیں اور جب بچے ایک دو گھنٹے جتنا بھی ٹی وی دیکھنا ہے دیکھ رہے ہیں تو بیشک دیکھیں لیکن پاک صاف ڈرامے یا کارٹون۔ اگر غلط پروگرام دیکھے جا رہے ہیں تو یہ ماں باپ کی بھی ذمہ واری ہے اور بارہ تیرہ سال کی عمر کی جو بچیاں ہیں اُن کی بھی ہوش کی عمر ہوتی ہے، اُن کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں۔ آپ احمدی ہیں اور احمدی کا کردار ایسا ہونا چاہئے جو ایک نرالا اور انوکھا کردار ہو۔ پتہ لگے کہ ایک احمدی بچی ہے۔

پھر بغیر علم کے بات کرنا بھی ایک بڑی برائی ہے۔ کسی بات کا علم نہیں، سنی سنائی بات کر دی اور کسی کے خلاف جب الزام ہو جاتا ہے، عیب لگتا ہے اور سنا سنایا عیب لگ رہا ہوتا ہے تو بعد میں جب پوچھو، تحقیق کرو تو پتہ لگتا ہے کہ ہاں یہ بات ہوئی تھی، چھ سات سال پہلے ہوئی تھی۔ اُس موقع پر اُس عورت کو یا اُس شخص کو سزا بھی مل گئی تھی۔ اُس کی کارروائی بھی ہو گئی تھی۔ معافی بھی ہو گئی۔ اب دوبارہ جب وہ عورت عہدیدار بنائی گئی تو دوبارہ اُس کی شکایت اس لئے کر دی گئی کہ وہ پرانی باتیں اکھیڑی جائیں۔ یا کہہ دیا کہ مَیں نے تو صرف فلاں سے سنا تھا کہ اُس میں یہ برائی ہے۔ یہ جو ہے یہ غلط قسم کی بات ہے۔ حدیث میں یہ آیا ہے کہ سنی سنائی بات جو ہے بالکل غلط چیز ہے۔ خود آنکھوں دیکھی جو بات ہو اُس کو بھی محتاط طریقے سے کرنا چاہئے۔ کجا یہ کہ سنی سنائی باتیں پھیلا دیں۔

غیبت ایسی بیماری ہے، اُس کے بارے میں فرمایا کہ تم گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہو۔ کیا کوئی پسند کرتی ہے کہ اپنی مردہ بہن کا گوشت کھائے۔ اگر تمہیں یہ پسند نہیں تو پھر غیبت بھی نہ کرو۔ کسی کی برائیاں اُس کی پیٹھ پیچھے نہ کرو۔ اگر برائیاں کر رہی ہو تو یہ اسی طرح ہیں جس طرح مردہ کا گوشت کھا لیا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ تم سمجھو کہ تم اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے کباب بنا کر کھا رہے ہو۔ (ماخوذ از حقائق الفرقان جلد نمبر 4 صفحہ 7 مطبوعہ ربوہ) کیا تمہیں کراہت نہیں آئے گی۔ اس وقت شاید بعض حسّاس طبیعتیں ایسی ہوں جن کو اس بات کو سن کے متلی شروع ہو جائے۔ لیکن جب غیبت کر رہی ہوتی ہیں تو اُس وقت بڑے مزے لے لے کے، چسکے لے کے باتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ اور غیبت یہی ہے کہ اگر کسی میں کوئی برائی ہے تو اُس کی پیٹھ پیچھے اُس کا ذکر کرنا جس سے اُس کو تکلیف پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ برائی اُس میں ہے ہی نہیں اور تب بھی تم وہ بات کر رہے ہو تو یہ جھوٹ ہے کہ جھوٹی بات اُس کی طرف منسوب کر رہے ہو۔ (مسلم کتاب البر و الصلة والآداب باب تحریم الغیبة حدیث نمبر 6593)
پس غیبت جو ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

جھوٹ ایک شرک ہے۔ جھوٹ بہت گندی عادت ہے۔ ہماری بچیوں کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جھوٹ سے بڑی برائی اَور کوئی نہیں ہے۔ اور جھوٹ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی بڑی بات میں جھوٹ بولنا۔ چھوٹی سی بات میں بھی آپ لوگ اگر غلط بیانی کرتے ہیں تو یہ جھوٹ ہے اور جھوٹ جو ہے آہستہ آہستہ پھیلتا چلا جاتا ہے اور پھر یہ اتنا پھیل جاتا ہے کہ آپ کو ہر بات میں گول مول بات کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ جھوٹ بولنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ کبھی سیدھی اور قولِ سدید کی بات نہیں کرتیں اور یہی بڑے ہو کر جب پکی عادتیں ہو جاتی ہیں تو پھر معاشرے میں فساد کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا تھا کہ ساری برائیاں تم چھوڑ دو۔ نہیں چھوڑ سکتے تو جھوٹ کی ایک برائی چھوڑ دو۔ اور جب وہ جھوٹ کی برائی چھوڑی تو ساری برائیاں دور ہو گئیں۔ (ماخوذ از التفسیر الکبیر للامام رازی جلد نمبر 16 صفحہ 176۔ تفسیر سورۃ التوبۃ زیر آیت یا ایھاالّذین اٰمنوا اتّقوا اللّٰہ ......دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)۔ پس بچیاں بھی یاد رکھیں کہ جھوٹ، ہلکا سا بھی جو جھوٹ ہے کبھی نہیں بولنا۔

پھر بعض دفعہ لوگ مایوسی میں آجاتے ہیں خاص طور پر جماعتی لحاظ سے جو مایوسی ہے وہ تو بالکل نہیں ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت وعدے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ وعدے پورے ہونے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ میں بعض واقعات بھی آپ کو سناؤں گا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کو پھیلا رہا ہے۔ لیکن نوجوان لڑکیوں سے خاص طور پر مَیں کہتا ہوں کہ بعض انٹرنیٹ اور بعض لوگوں کی باتوں میں آ کے یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت جو ہے وہ ترقی نہیں کر رہی، یا کسی بھی قسم کی مایوسی کی باتیں اُن سے شروع ہو جاتی ہیں اور دشمن ہمارے اندر مایوسی پھیلانے کی کوشش کرتا ہے، مخالفین پھیلانے کی کوششیں کرتے ہیں اور یہ جو آجکل کا میڈیا ہے، خاص طور پر ویب سائٹس وغیرہ ان کے ذریعے بہت بیہودہ قسم کی باتیں ہوتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ذہنوں میں مایوسی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اور مایوسی پیدا ہونے کے بعد دین سے دُور ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس معاملے میں بھی خیال رکھیں کہ کبھی کسی قسم کا مایوسی کا خیال نہیں آنا چاہئے۔

پس یہ چند باتیں جو مَیں نے کی ہیں ان کو اگر قائم رکھیں گی تو یہی نیکیاں ہیں جو آپ میں قائم رہ کر پھر آپ آگے ان نیکیوں کو پھیلانے کا ذریعہ بنیں گی۔ یہ برائیاں ہیں جن کو آپ اپنے اندر سے نکالیں گی تو ان برائیوں کو روکنے کا آپ ذریعہ بنیں گی۔

پھر ایک احمدی عورت، ایک احمدی بچی جب یہ باتیں اختیار کرے گی اور پھر آگے بڑھے گی تو اُن لوگوں میں شامل ہوگی جو صالحات کہلاتی ہیں جن کا ابھی آپ نے تلاوت میں بھی ذکر سنا۔ وہ صالحات بنیں گی جو خدا تعالیٰ کی پسندیدہ بندیاں ہیں۔ وہ عورتیں اور وہ بچیاں بنیں گی جن کو پھر اللہ تعالیٰ پیار کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والی ہوتی ہیں۔ وہ ہر وہ کام کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ ہر اُس کام سے رکتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے خاص طور پر فرمایا، آپ نے ابھی تلاوت میں بھی سنا کہ اولاد کو قتل نہ کرو۔ اولاد کو کون قتل کرتا ہے۔ اولاد کے قتل کا مطلب ہی یہی ہے جو پہلے مَیں ذکر کر آیا ہوں کہ بچوں کی صحیح تربیت نہ کرنا، اُن کی غلط طور پر جانبداری سے اُن کی طرفداری کرنا، جانبداری سے اُن کی باتوں کو اہمیت دینا اور سچی بات کو چاہے وہ عہدیداروں کی طرف سے آ رہی ہو یا کہیں سے آ رہی ہو، باہر معاشرے سے آ رہی ہو اُس کو ردّ کر دینا، اُن کی تعلیم کی طرف پوری توجہ نہ دینا۔ بعض ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو بچوں کو سکول بھیجتی ہیں اور جب خاوند کام پر چلا گیا۔ تو خود بھی اگر پردے کا تھوڑا بہت لحاظ ہے تو شاید کوئی چادر اُٹھائی، سکارف اُٹھایا یا کوٹ پہنا اور چلی گئیں۔ نہیں تو ویسے ہی سر پر دوپٹہ رکھا اور ہمسایوں سے باتیں کرنے یا ادھر اُدھر نکلتی چلی گئیں۔ سارا دن گھر سے باہر گزار کے شام کو واپس آئیں تو بچے بیچارے بعض دفعہ دودھ پی کے یا جوس پی کے یا کوئی سیب پھل کھا کے سو جاتے ہیں۔ پس ایسی عورتیں بھی ہیں۔ اپنی ذمہ واریوں کا احساس کرنا چاہئے۔ نہیں تو یہ اولاد کا قتل ہے۔ پھر اولاد بگڑتی ہے اور پھر وہ نہ اُن کے اپنے کام کی رہتی ہے، نہ جماعت کے کام کی رہتی ہے۔ اولاد بھی آپ کے پاس جماعت کی امانت ہے اور اس کا حق ادا کرنا بھی ہر ماں کا فرض ہے۔ پس اس طرف

بھی توجہ رہنی چاہئے۔ ان کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں دے رہیں تو یہ بھی اولاد کا قتل ہے۔ ماں باپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بچے نماز پڑھ رہے ہیں کہ نہیں۔ دس سال کی عمر تک آہستہ آہستہ عادت ڈالنی چاہئے۔ دس سال کے بعد تھوڑی سی سختی بھی کرنی چاہئے اور اس عمر میں اگر بچوں کو عادت پڑ جائے اور بچوں کو خود بھی سوچنا چاہئے کہ ہم احمدی بچیاں ہیں، ہم نے اللہ تعالیٰ کا جو نماز پڑھنے کا حکم ہے، اُس کو اپنانا ہے اور اس طرف توجہ رکھنی ہے تو ماں باپ اس کی نگرانی رکھیں کہ بچیاں نمازیں پڑھ رہی ہیں کہ نہیں۔ کیونکہ مائیں ہی ہیں جو ایک عمر کے بعد اُنہی کو پتہ ہوتا ہے کہ بچی نے نماز پڑھنی ہے کہ نہیں پڑھنی۔ اور ویسے بھی تو وہ گھر میں رہنے والی ہیں۔ اسی طرح اپنے بچوں کی نگرانی کریں کہ بچے نماز پڑھ رہے ہیں کہ نہیں۔ پھر قرآنِ کریم پڑھنے کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ قرآنِ کریم پڑھ رہے ہیں کہ نہیں۔ ایک دینی ماحول اپنے گھروں میں پیدا کریں گی تو تبھی خیرِ امّت میں شمار ہوں گی۔

پھر بچوں کے جو دوست ہیں اُن کی طرف بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے، چاہے وہ لڑکیوں کی دوست ہوں یا لڑکوں کے کہ کس قسم کے دوست ہیں؟ لڑکیوں کو لڑکوں سے دوستی نہیں کرنی چاہئے۔ لڑکیاں لڑکیوں کی دوست ہوں۔ لیکن لڑکیاں دوست بھی وہ ہوں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ تعلیمی لحاظ سے اگر دوست بنائی ہیں تو تعلیمی لحاظ سے اچھی ہوں۔ اخلاقی لحاظ سے اچھی ہوں۔ اسی طرح لڑکے ہیں اُن کی نگرانی کرنا ماؤں کا فرض ہے۔ اگر یہ نہیں کر رہیں تو پھر یہ بھی اولاد کا قتل ہے۔

پھر بعض گھروں میں جماعتی نظام یا جماعتی عہدیداروں کے خلاف باتیں کرنے کی، یا ویسے ہی تبصرے کرنے کی عادت ہے۔ اُس سے پھر بچوں کے ذہنوں میں غلط اثر پڑتا ہے اور جب غلط اثر پڑتا ہے تو آہستہ آہستہ وہ جماعت سے دور ہٹ جاتے ہیں۔ یہ بھی اولاد کا قتل ہے جو ایک عورت کر رہی ہوتی ہے۔ پس آپ کی نظر میں اگر کسی بھی قسم کا عیب یا غلطی کسی کی ہے بھی تو اس قسم کی باتیں اپنے تک محدود رکھیں یا چھپ کر بات کریں۔ کبھی بچوں کے سامنے باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ایک مومنہ پر ڈالی گئی ہے کیونکہ وہ گھر کی جو تربیت ہے اُس کی بھی ذمہ دار ہے اور ماحول کی بھی ذمہ دار ہے اور جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے اپنے معاشرے کی تربیت کی بھی ذمہ دار ہے۔ تبھی وہ خیرِ امّت میں شمار ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں کہا کہ مرد کی ذمہ داری ہے۔ مرد ادا کریں گے تو ثواب میں حصہ لیں گے بلکہ عورت بھی جب یہ ذمہ داری ادا کرے گی تو خیرِ امّت بن کے اپنے ان عملوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ثواب کی حقدار ٹھہرے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (النساء:125) اور جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورتیں، مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن پر کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو نیکیاں بجا لانے اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے اور برائیوں سے روکنے کے لئے ایک سطح پر کھڑا کر دیا ہے، ایک لیول پر کھڑا کر دیا ہے۔ جو جو یہ کام کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنے گا اور جنت کا وارث بنے گا۔ اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کی چکا چوند جو ہے کسی عورت کو کبھی ایمان سے نہ پھیرے۔ ایمان مضبوط ہوگا تو نیکیوں کی طرف توجہ بھی ہو گی۔ برائیوں سے بچنے کی کوشش بھی ہوگی۔ پس ہمیشہ اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے بھی دعائیں مانگتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی ایک شرط ہے۔ تو پھر جب ایمان سلامت ہوگا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان جب کامل ہوتا جائے گا، جس جس طرح بڑھتا جائے گا اُسی طرح برائیوں سے نفرت ہوتی جائے گی اور نیکیوں کی طرف رغبت پیدا ہوتی جائے گی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی ادا ہوں گے۔

کل میں نے خطبے میں کہا تھا کہ آجکل تلوار کا جہاد نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کے ہمیں یہی بتایا ہے کہ تلوار کا جہاد نہیں ہے۔ یہ جہاد جو ہم نے کرنا ہے اپنے اعلیٰ اخلاق سے کرنا ہے۔ نیکیوں کو پھیلا کے کرنا ہے۔ برائیوں کو روک کر کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید قائم کر کے کرنا ہے۔ اور یہ ساری چیزیں، یہ باتیں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے مَیں نے قرآنِ کریم سے لی ہیں۔ کیا نیکیاں کرنی ہیں اور کیا اور برائیاں نہیں کرنی۔ قرآن، سنت اور حدیث کی روشنی میں ہم نے ان نیکیوں کو پھیلاتے چلے جانا ہے اور برائیوں سے خود بھی رُکنا ہے اور دنیا کو بھی روکتے چلے جانا ہے اور یہی جہاد ہے جو آجکل اس زمانے میں ضروری ہے۔ یہی جہاد ہے جس سے ہم اسلام کی تبلیغ کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ بہت ساری باتیں، بہت سارے دلائل آپ دنیا کو دیتے ہیں لیکن دنیا یہ دیکھتی ہے کہ خود آپ میں اُن پر عمل کرنے کی کس حد تک صلاحیت ہے اور کس حد تک کر رہی ہیں۔ اگر خود اپنے عمل ایسے نہیں تو اس بات کا کبھی کوئی اثر دنیا پر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہہ کر ایک بہت بڑی ذمہ داری ایک احمدی پر ڈالی ہے کہ اپنے عملوں سے تبلیغی میدان میں کود جاؤ۔ تمہارے عمل جو ہیں وہی ہیں جو تبلیغ میں اپنے معاشرے میں، اپنے ماحول میں اور جس قوم میں تم رہ رہے ہو، بہت بڑا کردار ادا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں آ کے فضل فرمایا، بہت ساروں کو مالی لحاظ سے بھی بہت مضبوط کر دیا ہے۔ اس قوم نے احسان کیا ہے کہ آپ کو یہاں رہنے کی جگہ دی ہے۔ اس قوم کے اپنے اوپر احسان کا بدلہ آپ اُسی صورت میں اتار سکتی ہیں جب اِن کو تبلیغ بھی کریں اور اسلام کا حقیقی پیغام جو ہے وہ پہنچائیں۔ قرونِ اولیٰ کی خواتین نے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات نے جہاں اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے اور اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے میں ترقی کی ہے وہاں اپنے اخلاق میں بھی اعلیٰ ترقی کی ہے۔ اپنے اعمال میں بھی اعلیٰ ترقی کی اور بہت سارے اعلیٰ نمونے قائم کئے جن کو دیکھ کر دوسرے بھی متاثر ہوئے۔ اور صرف یہی نہیں کہ اپنی روحانیت کے اعلیٰ معیار قائم کئے بلکہ اپنی اولاد کی بھی اس طرح تربیت کی کہ وہ اُمت کے لئے مفید وجود بن سکیں۔ اُن کی ایسی تربیت کی کہ اُن کو اسلام کے ساتھ جوڑ دیا اور وہ قربانیاں دیتے چلے گئے۔ یہی آج احمدی ماؤں کا کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ نے جو عہد بیعت باندھا ہے وہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اپنے بچوں کو، اپنی نسلوں کو جماعت کے ساتھ اس طرح جوڑ دیں کہ وہ جماعت کی خاطر ہمیشہ قربانیاں کرتے چلے جائیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ صرف عہد دہرانے والے نہ ہوں۔

پھر تعلیمی میدان میں بھی ترقی کرنی ہے۔ یہ بھی ایک احمدی کا کام ہے کہ دنیاوی تعلیم میں، تعلیمی میدان میں بھی ترقی کرے۔ یہی کام جو پہلی مسلمان عورتیں تھیں انہوں نے کیا۔ انہوں نے اُن کی دینی تعلیم و تربیت کی۔ اُن کو دنیاوی طور پر بھی مضبوط کیا لیکن یہ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ عملی طور پر اُن کو اس قابل بنایا کہ وہ ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے جیسا کہ میں نے کہا۔ اور یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ وہ مائیں، وہ عورتیں خود عملی جہاد میں حصہ لے رہی تھیں۔ اُس زمانے میں جب مسلمانوں پر حملے ہوتے تھے تو مسلمانوں کو بھی تلوار اُٹھانے کا حکم ملا۔ کبھی کسی حملے میں کسی جنگ میں مسلمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور خلفائے راشدین کے زمانے میں پہل نہیں کی۔ ہمیشہ حملے ہوئے تو پھر دفاع کرنا پڑا اور اُس جہاد میں عورتیں بھی شامل ہوئیں۔ انہوں نے تلواریں بھی چلائیں۔ دیکھیں وہ عورت ہی تھی جس نے جنگِ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اپنا خون بہایا۔ اپنے خاوند اور بیٹوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا حق ادا کر دیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اپنے بیٹے کو دشمن کے ہاتھوں زخمی دیکھا تو کہا کہ میرے بیٹے گھبراؤ نہیں، اُٹھو اور آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حفاظت کا حق ادا کر دو۔ اور پھر یہ خوشنودی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاصل کی، یہ سند بھی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملی کہ اے اُمِّ عمّارہ! آپ جیسی جرأت بھلا کوئی دکھا سکتا ہے؟ آپ نے اور آپ کے خاندان نے آج حق ادا کر دیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 8 و من نساء بنی النجار ،امّ عمارہ صفحہ نمبر 442-441۔ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پس ایسی عورتیں بھی تھیں جو مردوں کے مقابلے میں تلوار چلاتی رہیں اور خود اور اپنے بچوں کو بھی اس راہ میں قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں اور کسی قسم کی پرواہ نہیں کی۔ یہ جرأت اُن عورتوں میں ایمان کی حرارت سے ہی پیدا ہوئی تھی۔ اور یہ ایمان کی حرارت ہی ہے جو آج بھی یہ جرأت پیدا کر سکتی ہے۔ آج تلوار کا جہاد نہیں لیکن اپنے اخلاق کو اعلیٰ ترین معیار تک پہنچانے کا جہاد ہے۔ نیکیوں کو رائج کرنے کا جہاد ہے۔ برائیوں سے رُکنے کا جہاد ہے اور روکنے کا جہاد ہے۔ اسلام کی تبلیغ کرنے کا جہاد ہے جو ہم نے کرنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس میں عورت کا بڑا اہم کردار ہے جو اُس نے ادا کرنا ہے چاہے وہ نوجوان ہے یا بچی یا بڑی عمر کی عورت ہے۔ اور یہ جرأت آج بھی آپ میں پیدا ہو سکتی ہے اگر ایک تڑپ اور لگن ہو جو اُن پہلی عورتوں میں پیدا ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی ایسی ہیں جو اس تڑپ کا اظہار کرتی ہیں لیکن جو نہیں کرتیں اُن کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور جو ہیں اُن کو اپنے معیار اور بلند کرنے چاہئیں تا کہ اس قوم تک ہم احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام جلد سے جلد پہنچا سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں کہ آج تم سے کوئی تلوار کا جہاد کرنے کے لئے نہیں کہہ رہا کہ جس سے تم خوفزدہ ہو جاؤ۔ اپنا خون بہانے کے لئے نہیں کہہ رہا۔ تمہیں تو صرف یہ کہا جا رہا ہے کہ اسلام کے دفاع کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے، اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاؤ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 150۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)۔ پس یہ کرو گی تو اُن حقیقی مومنات میں سے شمار ہوگی جو خیرِ امّت میں شامل ہونے والی ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کل بھی بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمارے کام بہت آسان کر دیئے ہیں۔ ہم ایک کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُس کے مقابلے میں سو دروازے خود بخود کھول دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام نے جو اسلام کا حقیقی پیغام ہے اس نے تو دنیا میں پھیلنا ہی ہے اور پہنچنا ہے، اور جو سعید فطرت لوگ ہیں اس جماعت میں شامل ہونے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اور اُن کے اللہ تعالیٰ سینے کھول رہا ہے لیکن ہم سے صرف یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ خیرِ اُمت بننے کا حق ادا کرو اور نیکیوں کو پھیلاؤ اور برائیوں سے دور رہو اور یہ اُس وقت ہوگا جب ہمارے عورت مرد، لڑکیاں اور لڑکے اور بچے اپنی حالت بدلنے کی طرف توجہ دیں گے اور اس طرف اُن کی توجہ ہوگی۔ دنیا داری کی طرف توجہ نہیں ہوگی بلکہ دین کی طرف توجہ ہوگی، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی طرف توجہ ہوگی۔

مَیں نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کام آسان کرنے کی بات کی ہے تو آج بھی چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ دنیا کے سینے کھول رہا ہے جن میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ مَیں نے صرف چند عورتوں کی مثالیں لی ہیں جنہیں اللہ اُن لوگوں میں شامل فرما رہا ہے جو خیرِ امّت بننے کا حق ادا کرنے کے لئے آگے بڑھ رہی ہیں۔

شام سے ہماری ایک حلوانی صاحبہ ہیں وہ اپنی خوابیں بیان کرتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ مَیں نے پہلی خواب میں علماء کا ایک مجموعہ دیکھا اور یوں لگتا ہے کہ وہ الحوار المباشر میں (جو ہمارا ایم ٹی اے کا عربی کا پروگرام ہے) بیٹھے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے بارے میں بتا رہے ہیں۔ بیدار ہونے کے بعد میرے ذہن میں صرف پنجاب کا لفظ محفوظ رہا جو میں نے اس سے قبل کبھی نہیں سُنا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی ایک احمدی سہیلی کو خواب سنانے کے بعد اِس لفظ کا مطلب پوچھا تو وہ بہت حیران ہوئیں۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد مَیں نے ایک اور خواب میں ایک نور دیکھا جو ایک ایسے شخص کے حلیے میں تھا جو پگڑی پہنے ہوئے ہے اور دوزانو ہو کر بیٹھا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں۔ جب میں بیدار ہوئی تو بہت خوش تھی اور میں نے بیعت کا اظہار کیا لیکن کسی وجہ سے میری بیعت لیٹ ہوگئی۔ کہتی ہیں تیسری خواب میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں دن کے وقت آرام کی غرض سے لیٹی ہوئی ہوں اور ایک آواز مجھے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ مَیں تیسری دفعہ تمہیں کہہ رہا ہوں کہ مَیں مہدی ہوں۔ تمہیں کس کا انتظار ہے؟ اس کے بعد میری بیٹی نے مجھے جگایا اور میں حیران و پریشان تھی۔ چنانچہ مَیں نے جلد بیعت کر لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا مطالعہ بھی کر رہی ہیں۔ کہتی ہیں مَیں ''التبلیغ'' کتاب پڑھ رہی ہوں۔ اس کو پڑھ کے بہت خوشی اور سعادت کا احساس ہوا ہے۔ اس کتاب میں مجھے خدا تعالیٰ کی قدرت نظر آئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعے کے بعد خدا تعالیٰ کی قدرتیں نئے انداز سے جلوہ گر ہوئی ہیں۔ اور جب بھی کوئی بات علم میں آتی ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرت کو سجدے کرنے کو دل چاہتا ہے اور دل اُس کے شکر اور حمد کے گیت گانے لگتا ہے۔

شام سے ہی ایک صاحبہ کہتی ہیں کہ میں نے جب جماعت کے بارے میں خدا تعالیٰ سے رہنمائی چاہی تو میں

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران

047- 6212515

0300-7703500

نے خواب میں آپ کو (یہ خط وہ مجھے لکھ رہی ہیں کہ آپ کو) اپنی طرف آتے دیکھا۔ مَیں نے آپ سے کہا کہ مَیں بہت تھک گئی ہوں۔ اس لئے مجھے آپ اپنے پاس لے جائیں تو آپ نے فرمایا کہ قرآن ختم کر لو تو مَیں تمہارے پاس آجاؤں گا یا کسی کو تمہارے لینے کے لئے بھیج دوں گا۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر میں آپ کے پاس چلی گئی تو واپس سیریا (Syria) نہیں آؤں گی۔ اس پر آپ نے بڑی شفقت سے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور مسکرائے۔ اُس کے بعد جب میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے احمدی خاوند محترم کو کہا کہ بیعت کا خط ارسال کر دیں۔ مطلب یہ تھا کہ جب جماعت میں شامل ہو جاؤں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ مضبوط رہوں گی اور اُن لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کروں گی جو پھر واپس مڑ کے برائیوں کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ نیکیوں کو پھیلانے والے ہیں اور خیرِ امّت میں شامل ہیں۔

پھر تیونس کی ایک احمدی خاتون نے اپنا خواب بیان کیا جو کہ اُنہوں نے دس سال پہلے دیکھا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی جگہ پر ہیں۔ وہاں ایک reception پر شریف عودہ صاحب کو دیکھا۔ وہ بھی اس reception میں داخل ہو گئیں۔ وہاں انہوں نے مہا دبوس صاحبہ جو ہماری ایک عرب خاتون ہیں اور بڑے اخلاص سے کام کر رہی ہیں، تبلیغ کے کام میں بھی بہت آگے ہیں۔ جماعت کے لئے وقف ہی ہیں اور بہت سی پاکستانی لجنہ کو دیکھا اور اُن سے پردے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ تمہارا پردہ ٹھیک ہے۔

اب یہ بھی مَیں یہاں پر ضمناً ذکر کر دوں کہ بعض عرب عورتیں مجھے یہ کہتی ہیں کہ ہم مسجد میں گئے۔ یو کے میں بھی، اور جگہوں میں بھی، وہاں احمدی عورتوں کے پردے ٹھیک نہیں تھے۔ عرب جو ہیں وہ خاص طور پر اپنے بالوں کے پردے کی طرف بہت توجہ دیتی ہیں۔ انہوں نے سر ڈھانکا ہوتا ہے۔ اس لئے اُن کو بڑا عجیب لگتا ہے کہ احمدی عورتیں پردہ نہیں کر رہی ہوتیں۔ ہلکا سا ایک دوپٹہ، چُنّی سر پر ڈالی ہوتی ہے۔ اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ آپ کی وجہ سے کسی کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ بہرحال یہ تو اچھا ہوا کہ ان کو پاکستانی احمدی عورتوں کا خواب میں کم از کم پردہ اچھا نظر آیا۔

کہتی ہیں کہ کچھ عرصے کے بعد میں نے جب بیعت کر لی تو ایک دن اپنی بہن سمیرہ کے ساتھ بیٹھی ایم ٹی اے دیکھ رہی تھی۔ ایم ٹی اے پر الحوار المباشر لگا تھا۔ میری بہن نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے اپنی بہن کو بتایا کہ یہ مسیح کے ساتھی ہیں۔ پھر ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر میں نے دیکھی۔ یہ دیکھ کر میری بہن نے بڑے تعجب کے انداز میں کہا کہ اُس نے دس سال قبل ایک خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی ہی تصویر، یہی افراد اور یہی نظارہ دیکھا تھا جو وہ ایم ٹی اے پر دیکھ رہی تھی۔ تو یہ دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ خود گھیر گھیر کے لوگوں کو اس طرف خیرِ اُمت میں شامل کرنے کے لئے لا رہا ہے۔ اور ہم جن میں اکثریت جو میرے سامنے یہاں بیٹھی ہے پیدائشی احمدی ہیں ان کو کس فکر کے ساتھ اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ ہماری کیا ذمہ واریاں ہیں۔ کس طرح ہم نے اپنے آپ کو بہترین مومنات میں شامل کرنا ہے جو خیرِ اُمت کہلانے کی حقدار ٹھہریں۔ اور یہ خواب اُس وقت کا ہے جب ایم ٹی اے العربیہ ابھی وجود میں بھی نہیں آیا تھا۔

پھر آئیوری کوسٹ سے ہمارے ایک مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ اپریل اور مئی 2011ء میں بیس مقامات کا دورہ کیا۔ ایک گاؤں نیا کارہ میں ایک خاتون مانوفو تو کسی بیماری میں مبتلا تھیں اور حاملہ بھی تھیں۔ وہ اپنی بیماری سے عاجز آچکی تھیں مگر اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور اپنے ہونے والے بچے کے لئے ہر وقت دعا گو رہتیں۔ ایک رات وہ خواب میں ایک پگڑی والے شخص کو دیکھ کر ڈر گئیں اور ادھر اُدھر بھاگنے لگیں۔ لیکن جس طرف بھاگتیں ادھر ہی وہ اُنہیں دیکھتیں۔ آخر اُس پگڑی والے شخص نے اُسے کہا کہ ڈرو نہیں۔ مَیں آپ کی صحت کے لئے دعا کروں گا اور آپ ٹھیک ہو جائیں گی، انشاء اللہ۔ اس پر آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد جلد ہی وہ ٹھیک ہو گئیں۔ چار مہینے کے بعد اُس نے ایک صحت مند بچے کو جنم دیا۔ ایک دن اس عورت کا احمدیہ مشن نیا کارہ میں آنا ہوا تو وہاں انہوں نے میری تصویر دیکھی اور دیکھتے ہی کہنے لگی کہ یہ تو وہی شخص ہے جنہوں نے میرے لئے خواب میں دعا کی تھی اور میں تندرست ہو گئی ہوں۔ اسے بتایا گیا کہ یہ خلیفۃ المسیح الخامس ہیں اور اُس کے بعد پھر اُس نے اور اُس کے شوہر نے بیعت کر لی۔

تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جب کسی بھی خلیفہ کو رؤیا میں دکھاتا ہے جو جانتے بھی نہیں تو اس لئے دکھاتا ہے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اظہار ہو۔

پھر اٹلی میں ہماری ایک عرب خاتون ہیں۔ اُن کی تو بہت لمبی چوڑی کہانی ہے کہ کس طرح انہوں نے ایم ٹی اے کو دیکھا اور اُن کے خاوند نے ہی کہا کہ دیکھا کرو۔ وہ اُسے دیکھتی رہیں اور دیکھ کر آخر انہوں نے ارادہ کر لیا کہ میں احمدی ہو جاؤں گی، بیعت کر لوں گی۔ لیکن خاوند اپنی مصروفیات کی وجہ سے احمدی نہیں ہو رہے تھے۔ آخر کسی وجہ سے اُن کی نوکری چھٹ گئی۔ نوکری ختم ہونے پر خاوند کو انہوں نے کہا کہ تم ایم ٹی اے بیٹھ کر دیکھا کرو اور دیکھنے پر بہت سارے سوال جو اُن کے ذہن میں اُبھرتے تھے۔ تو وہ اُن کے جواب لینے کے لئے جب اپنے مولویوں کے پاس جاتے تھے تو مولوی اُن کے جواب نہیں دے سکتے تھے۔ آخر انہوں نے بھی ایک دن بیعت کر لی۔ وہ اپنی خوابوں کا ذکر کرتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ شروع میں جبکہ ہم میاں بیوی احمدیت کے بارے میں بحث کرتے تھے تو ایک دن وہ کہیں دور دراز علاقے میں گئے تا کہ لوگوں سے احمدیت کے بارہ میں پوچھیں۔ واپس لوٹے تو اُن کا چہرہ بجھا بجھا سا تھا۔ کہنے لگے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مَیں اپنے آپ کو ان مشائخ سے جو سارا قرآن پڑھے بہتر سمجھوں۔ میاں کی پریشانی کی وجہ یہ بھی تھی کہ مَیں احمدیت کی طرف بڑی شدت سے راغب تھی۔ اس رات مَیں نے دو رکعت نوافل ادا کئے اور بارگاہِ الٰہی میں روئی کہ الٰہی! مَیں تو حضرت امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتی ہوں اور میرے میاں بھی اطمینانِ قلب چاہتے ہیں۔ سو ان پر حق آشکار کر اور مجھے بھی ثابت قدم رکھ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے خوابیں دکھائیں۔ کہتی ہیں پہلی خواب یہ تھی کہ مَیں نے دیکھا، (مجھے دیکھا انہوں نے) کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں اور گھر میں چیزیں بکھری پڑی ہیں، صوفہ اور کرسیاں بھی سب اُلٹ پلٹ ہیں۔ یہ سُن کر کہ خلیفۂ وقت آنے والے ہیں مَیں نے چیزوں کو سیٹ کرنے کی کوشش کی مگر پھر بھی بکھری رہ گئیں۔ کہتی ہیں جب آپ داخل ہوئے تو مَیں اور میرے میاں آپ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور مَیں الٹ پلٹ اشیاء دکھا کر گویا شکوہ کر رہی ہوں کہ بچوں نے یہ اودھم مچایا ہے۔ تو اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ مَیں نے کھولا تو کیا دیکھتی ہوں کہ تبلیغی جماعت والوں کی ایک عورت ہے جو مجھے کہتی ہے کہ لوگ تبلیغی سفر پر جانے کے لئے تیار ہیں تم بھی آجاؤ۔ مَیں نے کہا مَیں تم لوگوں کے ساتھ جانے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ مَیں چاہتی ہوں کہ وہ عورت جلد واپس چلی جائے کیونکہ خلیفۂ وقت ہمارے گھر آئے ہوئے ہیں اور مَیں بہت خوش ہوں۔ خیر پھر کہتی ہیں، اپنے مشنری کو لکھتی ہیں یا دفتر میں کہ مَیں نے دیکھا (میرے متعلق کہ) اُن کی کوئی دکان ہے جو گندم کی بوریوں سے بھری ہوئی ہے اور لوگ اس میں سے اُٹھا اُٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ مَیں بھی اُٹھاتی ہوں۔ ایک شخص اچانک مجھ سے جھگڑتے ہوئے کہتا ہے کہ ایک دن اس دکان میں موجود گندم ختم ہو جائے گی۔ میں بڑی جرأت سے جواب دیتی ہوں کہ زمین کا یہ ٹکڑا دیکھتے ہو۔ ایک وسیع ٹکڑا زمین کا ہے، یہ ہماری زمین ہے۔ اگر میں گندم کا ایک دانہ اس میں بوؤں گی تو وہ سو دانے نکالے گا۔ تمہارا کیا خیال ہے یہ ہزاروں دانے کتنے ہو جائیں گے۔ جب یہ خوابیں انہوں نے دیکھیں تو اس کے بعد خیر بیعت بھی کر لی اور جرأت بھی اُن میں پیدا ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح ہے۔ ایک دانہ بویا جاتا ہے تو سو دانے اللہ تعالیٰ نکالتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا جو قرآنِ کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ ہے کہ آپ کی اُمت خیرِ امّت ہے اس خیرِ امّت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور انشاء اللہ ہوتا چلا جائے گا۔

پس آپ لوگ بھی اس کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ تو احمدیت میں وہ عورتیں لا رہا ہے جو اپنے خاوندوں سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل ہو رہی ہیں اور آپ کو سلام پہنچا رہی ہیں۔ اُن لوگوں میں شامل ہو رہی ہیں جو خیرِ امّت کا حق ادا کرنے والیاں ہیں۔ اپنے خاوندوں اور اولادوں کی اصلاح کے لئے کوشش کر رہی ہیں اور اُن کی اصلاح کا باعث بن رہی ہیں۔ یہی کام اگر آج آپ کریں گی اور اس عہد کے ساتھ یہاں سے اُٹھیں گی کہ ہم نے کرنا ہے تو اس زمانے کی اُن خواتین میں شامل ہو جائیں گی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی وہ حقیقی جماعت ہے جو خیرِ امّت ہے جنہوں نے آخرین میں سے ہو کر اوّلین کے فیض پانے کی خوشخبری پائی ہے۔

ایک عرب نے مجھے لکھا کہ میں بہت پریشان ہوتا تھا کہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ تم خیرِ امّت ہو۔ تو خیرِ امّت یہ ہے؟ نہ ہمارے علماء کے پاس علم ہے، نہ ہمارے پاس کوئی طاقت ہے، غیروں نے ہم پر قبضہ کیا ہوا ہے، کس قسم کی خیرِ امّت ہیں۔ اب جبکہ مَیں نے ایم ٹی اے چینل دیکھنا شروع کیا ہے، احمدیت کا تعارف ہوا ہے، احمدیت میں شامل ہوا ہوں تو اب مجھے یقین آ گیا کہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہی اُن لوگوں میں شامل ہیں جو خیرِ امّت ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ انہی کے ذریعے سے اسلام اور احمدیت کا دنیا پر غلبہ ہوگا۔

پس آپ لوگ اپنے فرائض کو سمجھیں چاہے وہ بچیاں ہیں۔ دس گیارہ سال کی بچیاں بھی عقل والی بچیاں ہوتی ہیں۔ نوجوان بچیاں بھی اپنے فرض کو پہچانیں، حق کو پہچانیں۔ صرف فیشن یا دنیا کی چکا چوند آپ کو متاثر نہ کرے۔ اُس ذمہ داری کی طرف توجہ دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ڈالی ہے کہ آپ نے دنیا کی اصلاح کا باعث بننا ہے اور دنیا کو نیکیوں کی تبلیغ کرنی ہے۔ اسی طرح جو بڑی عمر کی عورتیں ہیں نوجوانی سے قدم آگے بڑھا رہی ہیں اُن کو بھی چاہئے کہ اپنی ذمہ واریاں ادا کریں اور جب ہم تمام مرد عورتیں مل کر ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دیں گے تو تبھی ہم اُس مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے جس کو دے کر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا۔

اللہ کرے کہ ہم آپ کی بعثت کا مقصد پورا کرنے والے اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اب دعا کریں۔

محرم میں کثرت سے درود پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’محرم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر کثرت سے درود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر محرم کے دردناک ایام کے تصور سے درود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو نہ بھولیں۔ سفر میں حضر میں جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے یعنی درود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور محرم کے تصور سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجا کریں‘‘۔ (الفضل 29/جون 1999ء)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

دارالاسلام اور دارالحرب معنے ومفہوم اور مختلف نظریات

(تحریر :حضرت ملک سیف الرحمن صاحب۔(مرحوم) مفتیٔ سلسلہ)

(قسط نمبر3)

دارالحرب اور جہاد کے بارہ میں متشدّ داور جارحانہ فقہی خیالات ونظریات کے بدنتائج

دارالحرب اور جہاد کے بارہ میں اس قسم کے فقہی خیالات اورنظریات کے مطابق کسی مسلم حکومت نے عمل کیا یانہیں کیا۔ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن ''عوامی ملاّ''، جن کا عوام سے قریبی رابطہ ہوتا ہےاس قسم کے خیالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے کیونکہ وہ اپنے مسلک کے مطابق ان نظریات کواسلام کا مقدس قانون سمجھتے تھے جس کی وجہ سے لاشعوری طور پر ان کا ذہن ''مذہبی تشدّد'' کا عادی بن گیااورعوام چونکہ انہی کے زیرِ تربیت رہنے پر مجبور تھےاس لئے ان میں سے بھی ایک طبقہ'' اخلاقی تشدّد'' کا شکار ہوگیا جس کے مندرجہ ذیل معاشرتی نتائج برآمد ہوئے۔

1۔ مذہبی مُلاّ اوران کے زیراثر عوام کے ایک طبقہ کی'' قوّت برداشت'' ناقابل بیان حدتک کمزور ہوگئی۔ ان کے اندر اختلاف کا سامنا کرنے کی ہمت نہ رہی اور اختلافات اورمختلف نظریات کوان کے دائرہ کے اندر رکھنے کے قویٰ سلب ہوگئے۔ ہراختلاف کا جواب تشدد یاتلوار سے دیا جانے لگا بلکہ قوّت اورتلوارکو مرض کا علاج سمجھ لیا گیا اور ان میں یہ مقولہ مشہور ہوگیا کہ اِنَّ اللّٰہ یَزَع بالسلطان مَا لا یَزَع بالقرآن کہ اللہ تعالیٰ قوت طاقت اورحکومتی رعب سے وہ کام لیتا ہے جوقرآن سے نہیں لے سکتا۔ نفرت، درشتی،سختی اورعقاب اصلاح کے کامیاب ترین ذرائع سمجھے گئے یہاں تک کہ اپنے مخالف کا کلمہٗ شہادت پڑھنا بھی ان کے لئے وجہٗ اشتعال بن گیا۔ اسی بیمار ذہن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پرفرمایا:

''یہ نری خام خیالی اور بیہودگی ہے جو مخالف تواعتراض کریں اوراس کا جواب تلوار سے ہو۔ خداتعالیٰ نےکبھی اس کو پسندنہیں کیا۔''

(ملفوظات جلد4 صفحہ 374۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

2۔ مذہبی اختلاف سے آگے بڑھ کر تعلیمی، اقتصادی اور سیاسی اختلاف بھی وجہٗ دشمنی بن گیا۔ اس اختلاف نے تشدد، تعصب اور کفر کی شکل اختیار کرلی۔ کانگریس اورمسلم لیگی لیڈرسیاسی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے روادارنہ تھے۔ مولانا محمد علی پرکفر کے فتوے لگے۔ مولانا آزاد کو غدار اور کافر کہا گیا۔ قائداعظم کو کافرِ اعظم کے خطاب سے نوازا گیا۔ حالانکہ اختلاف اگرکوئی تھا توصرف سیاسی تھا۔ باہمی مشاورت اور بات چیت کے ذریعہ مسائل کوحل کرنے کی کوشش کی جاسکتی تھی۔ تشدد، نفرت اور کفر کی کوئی وجہ نہ تھی۔لیکن صدیوں کے فقہی تصورات نے ذہنوں کے اندر اشتعال کے جو جراثیم داخل کئے تھے وہ مشاورت اور بات چیت کی راہ کی طرف آنے ہی نہ دیتے تھے۔ جن رہنماؤں نے مسلمانوں کی تعلیمی یااقتصادی حالت سنوارنے کی کوئی کوشش کی تو جواب نفرت، تعصب اور تشدد کی شکل میں ملا اور کفر کے فتوے لگ گئے۔ سرسید مرحوم اس قسم کے تشدد کے شکار ہونے والوں میں ایک نمایاں مثال ہیں۔نفرت جب حد سے بڑھتی ہےتو انسان کواندھا کردیتی ہےاورعقل کی کوئی کرن باقی نہیں رہتی۔ اس کی ایک نمایاں مثال تحریک ہجرت ہے۔مسلمانوں کی نفرت کی عادت اورکمزوری سے فائدہ اُٹھاکر ہندوؤں نےمسلمانوں کے جذباتی لیڈروں کو یہ سبق پڑھایا کہ انگریز سے نفرت کے اظہار کے لئے مسلمان ہندوستان خالی کرجائیں۔مسلم ملازم اپنی نوکریاں چھوڑ دیں۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم اپنی کلاسوں سے نکل آئیں اور رُخ بہ کابل کرلیں۔ اس تحریک کی وجہ سے سینکڑوں مسلمان برباد ہوئے۔ان کے تعلیمی ادارے تخریب کا شکار بنے۔ ملازموں کی ملازمتیں گئیں۔غرض قوم کی قوم مزید پسماندگی کا شکار ہوگئی۔ ہندو خوش تھے کہ یہ تحریک ایک توانگریزوں کی پریشانی کا باعث بن رہی ہےاوردوسرے مسلمان برباد ہورہے ہیں۔ یہ ان کے لئے دوہری خوشی کی بات تھی۔

دوسرے ممالک کے مسلمانوں کا بھی اس مذہبی تشدد کی لاشعوری عادت کی وجہ سے قریباً قریباً یہی حال ہے۔آپس کی بات چیت اورمشاورت کے ذریعہ مسائل حل کرنے اور اختلافات کوسلجھانے یااختلاف کواپنے دائرہ کے اندر رکھنے کا جیسے ملکہ ہی مفقود ہوگیا۔ادھرکوئی سیاسی یامذہبی اختلاف سامنے آیا،جھٹ سیاسی تعلقات منقطع کرنے تک نوبت جا پہنچی۔ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔اقتصادی اور صنعتی معاہدے تک توڑ دیئے گئے۔ حالانکہ دوسری طاقتوں کی مثالیں سامنے موجود ہیں۔ اشتراکی اور سرمایہ دار ممالک کے اختلافات سے کون واقف نہیں لیکن سب ممالک باہمی مشاورت کااہتمام کرتے ہیں۔ایک میز پر بیٹھ کراختلافات سلجھانے کی سَو بار کوشش کرتے ہیں۔ مجلس اور سوشل تعلقات کو امکانی حدتک قائم رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کے احترام کی قدرکو جانتے ہیں۔لیکن ادھر یہ حال ہے کہ ایک کتاب ایک رسول اورتوحید کی علمبرداری کا دعویٰ رکھتے ہوئے بھی صرف تقلیداورعدم تقلید میں اختلاف کی وجہ سے یہ فتوے بھی موجود ہیں کہ اگرایک نالی میں بہنے والے پانی کو اوپر کی طرف کوئی سؤر پی رہا ہوتو نیچے کی طرف کا ایک مسلمان پانی پی سکتا ہےلیکن اگرکوئی وہابی اوپر کی طرف پانی پی رہاہےتو نیچے کی طرف آنے والا پانی نہیں پینا چاہئے۔ اسی ذہنیت کی وجہ سے یہ دینی موقف بھی اپنایا گیا کہ اَلْاِسْتِعَانَۃُ بِالْکُفَّارِ کَالْاِسْتِعَانَۃِ بِالْکِلَابِ کہ کفار سے مدد لینا کتوں سے مدد لینے کے مترادف ہے۔اسی نفرت کی عادت کی وجہ سے''عوامی مُلاّ'' مجسم اشتعال بن گیا۔فساد کے بغیر جیسے ان کا کوئی مسئلہ حل ہی نہیں ہوتا۔ کیا خوب کہا گیاہے۔دین ملاّ فی سبیل اللہ فساد۔

3۔ اسی قسم کے متشددانہ نظریات کی وجہ سے مسلمانوں کے ذہنوں سے تبلیغ کی اہمیت جاتی رہی بلکہ اسے ایک بے کار کوشش سمجھا جانے لگا۔ جیسا کہ مولانا مودودی کی تصریحات سے ظاہر ہے۔

اس زمانے میں دوسروں کی دیکھا دیکھی اگرتبلیغ کی ضرورت کومحسوس کیا بھی تواسے پرپیگنڈا اورایجی ٹیشن کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کی گئی اور عیب چینی اور دوسروں کے خلاف نفرت پھیلانے کا ذریعہ بنالیا گیا۔مثلاً پاکستان میں''سیرۃ النبی ؐ''کے جلسوں کے انعقاد کا اعلان ہوتا ہےلیکن ہوتا یہ ہے کہ دیوبندی بریلویوں کے خلاف بولتا ہےاورانہیں مشرک قرار دیتا ہےاور بریلوی دیوبندیوں کو گستاخِ رسول کے القاب سے نوازتا ہے۔ یہی حال احراری مُلاّ کی تبلیغی کانفرنسوں کا ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈا اوراَیجیٹیشن پھیلانے کے سوا جیسے ان کا کوئی مقصد ہی نہیں۔گالی گلوچ، سبّ وشتم اورنفرت وتشدد کی تلقین ان تبلیغی کانفرنسوں کا خلاصہ ہوتا ہے۔

4۔ جہاد کے بارہ میں اس قسم کے نظریہ کی وجہ سے سوشل اورمعاشرتی مسائل کوحل کرنے کی تمیز جاتی رہی۔ یہ شعور جاتا رہا کہ مسائل کوسلجھانے اورلوگوں سے بات منوانے کے فطرتی ذرائع کیا ہیں اورکہاں رأفت،نرمی اور خوش اخلاقی سے بات بنے گی؟ کہاں جذبہ خدمت اُبھارنے سے مشکل کا ازالہ ہوگا؟ کہاں رفاہ عامہ کے کاموں کومنظّم کرنے سےلوگوں کے اخلاق بہتر ہوں گے؟ کس جگہ زبانی سختی کی ضرورت ہے؟ کہاں سرزنش درکار ہے؟ اورکن حالات میں معاشرہ کا دباؤ اورحکومت کی مداخلت کا جواز نکلتا ہے؟ یہ حد بندیاں مُلاّ کے معاشرہ میں مفقود ہیں۔فسق اورکفر کے فتوے،نفرت کا وعظ اور جہاں بس چلے وہاں ڈنڈا سارے فسادوں کا علاج اور اصلاح کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ سبق بھی عوام کو پڑھایا گیا ہے کہ مخالف کوگرانے کے لئے تشدد کے ہرحربہ کی اجازت ہے۔ جھوٹ، فریب، افتراء، بہتان سب وشتم دشمن کے مقابل میں ثواب کے کام ہیں اوراَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ کے یہی مفہوم ومعنے ہیں۔

انہی نظریات کی وجہ سے''عوامی مُلاّ''نے تشدّداور تنافرکوایسی ہوادی کہ عوام شریعت اورتشدد کوہم معنے الفاظ سمجھنے لگے۔ نماز پڑھاؤ تو ڈنڈے کے زور سے، روزے رکھواؤ تو ڈرا دھمکا کر، احترام رمضان کے لئے گرفتاریاں ضروری ہیں۔ زکوٰۃ زبردستی وصول کی جائے۔ پاکستان میں زنا آرڈیننس کا جس طرح غلط استعمال ہوااس سے عدالت عالیہ کے جج بھی چیخ اُٹھے۔غرض اسلام جوسراسرمحبت اور الفت،امن اورسلامتی، بشاشت اورمسرت کا نام تھاڈراور خوف اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لئے استحصال اوررشوت کا دروازہ بن گیا۔

5۔ دارالحرب اور جہاد کے ان نظریات کی وجہ سے مسلمانوں میں تعصب اورتشدد کی آندھیاں چلیں۔ جن کی وجہ سے علمی ترقی رک گئی،قوت ایجاد جاتی رہی، ذہن منجمد ہوگئے۔ اگرکسی نے کوئی نئی اختلافی بات پیش کرنے کی کوشش کی بھی توجھٹ عوامی مُلاّ نے کفر کے فتویٰ کی تلوار کھینچ لی اوراختلاف کوتشدد سے مٹانا چاہا۔ پہلے معتزلہ تشدد کا شکار ہوئے کیونکہ انہوں نے بعض ایسی باتوں کا اظہار کیا تھا جن سے اس زمانہ کے لوگ واقف نہ تھے۔ پھر جب اقتدار معتزلہ کے ہاتھ میں آیا تو تعصب اورتشدد میں انہوں نے بھی کوئی کمی روانہ رکھی۔ شیعہ، سُنّی اختلاف خون ریزی کا باعث بنا۔ پھرسُنّی آپس میں ہی بِھڑ گئے۔ شافعیوں اور حنفیوں میں ہاتھا پائی ہوئی۔ حنفی اورشافعی آپس میں کٹ مرے۔ مالکی بھی کسی سے کم نہ رہے۔امام ابن حزم ان کے تشدد کا شکار ہوئے۔ امام ابن تیمیہ اورامام ابن قیم جیلوں میں قید رہے۔قصورصرف اختلافِ رائے تھا۔فلاسفہ اسلام کا اس سے بھی براحال تھا۔ وہ تشدد کے ڈر سے چھپتے پھرے۔ وطن سے بے وطن ہوئے۔ فارابی شیعوں کی پناہ لینے پرمجبور ہوئے کیونکہ اس زمانہ میں ان کے ہاں آزادیٔ رائے کی زیادہ گنجائش تھی۔ ابن سینا پر ان کے فلسفیانہ خیالات کی وجہ سے سختی ہوئی۔ ابن رشد تعصب کا شکار بنے۔ امام محی الدین ابن عربی نے سختیاں جھیلیں اور اپنا وطن چھوڑنے پرمجبور ہوئے۔امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پراس جرم میں پتھر برسے کہ انہوں نے فارسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے جوعوامی مُلاّ کے ہاں بدعت تھا۔ غرض ہردانشوراپنے نئے خیالات کے اظہار سے اس لئے جھجکتا تھا کہ عوام کی مذہبی قیادت ناراض ہوجائے گی۔ان پرکفر کا فتویٰ لگ جائے گااوروہ واجب القتل قرار پائیں گے۔

نوبل انعام یافتہ ڈاکٹرعبدالسلام صاحب کے بارہ میں بھی پاکستانی ملاّ کا یہی رویہ ہے۔

بہرحال اس طرح آہستہ آہستہ اجتہاداورایجاد کے قویٰ کمزور ہوتے چلے گئے۔جمود نے تازگی کی جگہ لے لی۔ اورایک لمبے عرصہ تک اس کیفیت میں زندگی بسر کرتے آنے کی وجہ سے مسلم ممالک جہالت اور پسماندگی کا شکار بن گئے۔

آخرسوچنے کی بات ہے کہ ماضی قریب میں تباہ حالی کے باوجود جاپان نے ترقی کی۔ جرمن نے صنعتی عروج حاصل کیا۔چین اورانڈیا آگے بڑھے تومسلم ممالک کیوں پیچھے رہ گئے؟

دراصل قومی ترقی کی بنیاد علماء اورامراءاہوا کرتے ہیں۔علماء ترقی کی راہیں سوچتے ہیں۔اچھے اچھے منصوبے بناتے ہیں اورعوام کے ذہنوں کو شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے کے لئے تیارکرتے ہیں اور امراءعلماء کے سوچے ہوئے منصوبوں کوعملی جامہ پہناتے ہیں۔لیکن اگرعلماء جمود اورتعصب کا شکار ہوجائیں اور جہالت کوعلم کہنے لگیں اور امراء خودغرض اور عیش پرست بن جائیں تو پھرقوم کو پسماندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرنے سے کوئی نہیں بچاسکتا۔

6۔ ان حربی نظریات کی وجہ سے معاشرہ کا تحفظ تباہ ہوا۔ قانون کی حکومت کی عادت مستحکم نہ ہوئی۔ کیونکہ جب عوام نے اپنے عوامی مُلاّ سے یہ سبق پڑھا کہ کافرمباح الدّم ہےاوراسے قتل کرنے والا غازی اورمجاہد فی سبیل اللہ ہےاورکافر کا مال مباح الاخذ ہے(فَلِلْمُسْلِمِ اَنْ یَاْخُذَ مَالَ الْحَرْبِیِّ بِاَیِّ وَجْہٍ یُمْکِنُ) توان کے دل سے غیرمسلم کے خون اوراس کے مال کی حرمت جاتی رہی اور ان کے اموال لوٹنا کارِثواب سمجھا جانے لگا۔یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک ایسا ڈاکو ہیرو ہے جوغیرمسلم کے اموال لوٹ کرغریب مسلمانوں میں تقسیم کردیتا ہے۔ اس طرح مال لوٹ کرآزادعلاقے میں بھاگ جانے والےکومجاہد سمجھا جاتا ہے۔ پھر یہ حد بندی بھی باقی نہ رہی اورمخالف مسلمان فرقے کے اموال لوٹ لینے یا جلا دینے کے جواز کے بھی فتوے دیئے گئے۔

7۔ دارالحرب اور جہاد کے بارہ میں عوامی مُلاّ کےان نظریات کی وجہ سے اسلام بدنام ہوااورغیرمسلموں کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ اسلام اور جارحیت دوہم معنے لفظ ہیں۔تلوار اسلام کا دوسرا نام ہے یا اسلام کسی دوسرے ہمسایہ مذہب کے ساتھ صلح وسلامتی کے حالات میں رہنے کا روادارنہیں۔

یہ سب بدنامی اس نظریہ کواپنانے کی وجہ سے ہوئی کہ خدااوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کوتلوار کے زور سے پھیلانے کا حکم دیاہےاورتلوار کے زور سے ہی وہ پھیلا ہےاوریہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سالہ تبلیغی کوششوں کی ناکامی کے بعد جب ہاتھ میں تلوار لی تو چوتھائی دنیا کی گردنیں جھک گئیں۔(مولانا مودودی کا بیان)

یہ مفت کی بدنامی مسلمانوں کو اقتصادی، سیاسی اور حربی لحاظ سے اور زیادہ کمزور کرنے کا باعث بن گئی۔ **صرف جذبات اور جارحانہ تمنائیں باقی رہ گئیں۔** اور صنعت و تجارت کو ذریعہ معاش سمجھنے کی بجائے مسلمانوں کو حرب و ضرب اور لوٹ مار کو ذریعہ کمائی سمجھنے کا عادی بنا دیا اور اس قسم کی حدیثیں گھڑی گئیں کہ جَعَلَ اللّٰہُ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ (اللہ نے میرا رزق میرے نیزہ کے سایہ میں مقدر کیا ہے)۔ اسی ذہنی تربیت کی وجہ سے مسلمانوں کی دینی قیادت نے انہیں آپس میں بھڑنے کا نام جہاد فی سبیل اللہ رکھنے کا عادی بنایا۔ حقیقی مسائل سے غافل کیا۔ معاش سیاست اور دفاع کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہے ان سے انہیں غفلت برتنے کا عادی بنایا۔ اس طرح وہ اپنے حقیقی فرائض سے غافل ہوگئے۔ تعلیم میں پیچھے رہ گئے۔ ایجادات کی استعدادیں جاتی رہیں۔ اتحاد اور اتفاق کی افادیت ذہنوں سے نکل گئی اور وَ ھُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّھِیْمُوْنَ کا مصداق بن گئے۔

8۔ ان حربی نظریات کی بنیاد قرآن کریم کی تنسیخ پر رکھی گئی ہے کیوں کہ قرآن نے تو برملا کہا ہے کہ دین کے بارہ میں کوئی جبر نہیں۔ رشد و ہدایت، ضلالت اور جدال کی راہیں واضح ہوچکی ہیں جو جس پر چلنا چاہے اس کا اختیار ہے۔ جو دین کو تلوار سے مٹانا چاہے اور تم پر محض دینی اختلاف کی وجہ سے حملہ آور ہو تو اس کا مقابلہ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

یہ سب کچھ عوامی مُلّا کے نزدیک منسوخ ہو چکا ہے۔ پس جب تنسیخ کا یہ دروازہ کھولا گیا تو تشدد کے سوا کوئی حکم بھی مستحکم اور پائیدار نہ رہا۔ کلامِ الٰہی عوامی مُلّا کے ہاتھ میں کھلونا بن گیا۔ اُس نے قرآن کریم کی جس آیت کو چاہا منسوخ قرار دے دیا اور اپنے مطلب کے معنے کرنے میں آسانی پیدا کرلی کیونکہ قرآن کریم میں کہیں یہ صراحت نہیں کہ فلاں آیت منسوخ ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فلاں آیت منسوخ ہے۔ یہ عوامی مُلّا کی تصریحات ہیں کہ فلاں آیت منسوخ ہے اور فلاں آیت ناسخ ہے۔ اس طرح کسی نے قرآن کریم کی پانچ سو آیات کو منسوخ قرار دے دیا۔ کسی نے تین سو، کسی نے سترہ اور کسی نے پانچ۔ اس اختلاف سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تعداد کسی نص پر مبنی نہیں تھی بلکہ علماء کی سمجھ کا یہ کیا دھرا ہے۔ جس کو جو آیت سمجھ نہ آئی یا کسی دوسری آیت سے بظاہر اس کا اختلاف دیکھا تو یہ فیصلہ دے دیا کہ یہ آیت تو منسوخ ہے۔

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ

(باقی آئندہ)

بقیہ: مسجد دارالامان مانچسٹر

طرح مکرم امیر صاحب یوکے، مکرم ناصر خان صاحب نائب امیر یوکے اور ان کی ٹیم کے بھی ہم شکرگزار ہیں اور آج ہم آپ سب کو دلی مسرّت کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں۔

معزز مہمانوں کے خطابات

پہلا خطاب مانچسٹر کے لارڈ میئر Cllr. Hanry Lyons کا تھا۔ آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد 1889ء میں رکھی گئی اور یہی وہ سال ہے جب میری NBCC چلڈرن چیریٹی بھی قائم ہوئی۔ مَیں اسی علاقہ میں پیدا ہوا جہاں یہ مسجد واقع ہے اور مَیں نے اپنی زندگی کے پہلے 16 سال یہیں گزارے اس لئے مَیں خوش ہوں کہ آج اس علاقے میں ایک مسجد بن گئی ہے۔ جماعت احمدیہ تشدّد کو ردّ کرنے والی اور امن پسند جماعت ہے۔ یہ جماعت سب مذاہب کا احترام کرتی ہے اور وہ لوگ جو لامذہب ہیں ان کا بھی احترام کرتی ہے۔ آپ کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' ایک بہت خوبصورت ماٹو ہے۔

دوسرے مہمان مقرر RH. Tony Lloyd MP تھے۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز السلام علیکم سے کیا اور کہا کہ میرے لئے یہاں موجود ہونا ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ 25 سال پہلے مجھے اس جماعت کے اجلاس میں پہلی دفعہ آنے کا موقع ملا جو کہ اس سے پہلی مسجد میں منعقد ہوا تھا۔ مَیں نے جماعت کو تدریجی ترقی کرتے دیکھا ہے۔ جماعت کے لوگ بڑے قربانی کرنے والے ہیں۔ مَیں خلیفہ رابع کو بھی ملا تھا جو میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔ مَیں پولیس کمشنر مانچسٹر کے طور پر بطور امیدوار کھڑا ہو رہا ہوں اگر مَیں کامیاب ہوا تب بھی جماعت سے پورا تعاون کرتا رہوں گا کیونکہ آپ کی جماعت بہت شاندار جماعت ہے جس کے ساتھ مل کر کام کرنا بہت خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ مَیں آپ کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

تیسری مقرر RH. Kate Green MP تھیں۔ آپ نے بھی سب سے پہلے حاضرین کو السلام علیکم کہا۔ پھر کہا کہ مَیں امام جماعت احمدیہ عالمگیر کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ مجھے اس تقریب میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ اس مسجد نے مانچسٹر کی عمارات میں ایک خوبصورت اضافہ کیا ہے۔ مَیں حال ہی میں MP بنی ہوں۔ آپ کی جماعت نے مجھے جس طرح خوش آمدید کہا ہے اس پر مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ آپ کا ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' قابل تحسین ہے۔ آخر میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ آج کی شام میری زندگی کی سب سے زیادہ مسرّت آمیز شاموں میں سے ایک ہے۔

چوتھے مقرر Sir Gerald Kaufman MP تھے۔ آپ نے کہا کہ آج کی تقریب میں شامل ہو کر مَیں ایک خاص خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے اس علاقے کا جہاں یہ مسجد واقع ہے MP ہونے کی بھی خوشی ہے۔ میری جماعت احمدیہ سے بہت دیر سے وابستگی ہے۔ مانچسٹر متعدد اور مختلف قومیتوں کے لوگوں کا شہر ہے۔ مجھے 42 سال سے MP کے طور پر خدمت کا موقع مل رہا ہے اور آج کا دن میرے لئے بہت امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ خدا ہمیشہ آپ کی جماعت کو خوشی کی نگاہ سے دیکھتا رہے۔

پانچویں مقرر RH. John Leech MP تھے۔ آپ نے کہا اس تقریب میں شرکت میرے لئے ایک اعزاز ہے۔ مَیں نے کچھ عرصہ پہلے اس عمارت کو دیکھا تھا اور آج مَیں یہ یقین نہیں کرسکتا کہ یہ وہی عمارت ہے۔ یہ مسجد Beacon of Love یعنی محبت کا مینار ہے۔ ابھی بتایا گیا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کے لئے ایک ملین پاؤنڈ آپ لوگوں نے دیئے ہیں۔ آخر میں انہوں نے ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔

خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوّذ کے بعد حضور انور نے تمام مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ پھر فرمایا کہ مَیں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ اس مسجد کے افتتاح کی خوشی میں ہمارے ساتھ شریک ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ آپ کی شرکت یہاں کی مقامی جماعت احمدیہ کے ساتھ آپ کے گہرے تعلق کا اظہار ہے اور یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ آپ کو دوسرے لوگوں کے جذبات کا کتنا احساس ہے۔ آج کی دنیا میں خودغرضی عام ہے اور ہر انسان عام طور پر اپنے قریبی لوگوں سے ہی تعلق رکھنا پسند کرتا ہے اس لئے دوسرے مذاہب اور معاشرے کے لوگوں کی تقریب میں شامل ہونا اَور بھی قابل تعریف بات ہے۔ میرے لئے یہ بات بھی بہت خوشی کا موجب ہے کہ احمدی مسلمان دوسرے لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر زندگی بسر نہیں کرتے بلکہ اردگرد کے لوگوں سے مل جل کر رہنا پسند کرتے ہیں اور یہ ہر سچے احمدی کی نشانی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مسجد کا نام سن کر اکثر غیرمسلموں کے خیالات متوحش ہوجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تمام مسلمان تشدّد پسند ہیں اور مساجد میں یہی باتیں سکھائی جاتی ہیں۔ یہ خیالات بالکل غلط ہیں۔ جو تعلیم قرآن کریم دیتا ہے اسے اگر تمام لوگ اپنالیں تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ خدا کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کے بغیر عبادت بے معنی ہے۔ قرآن کریم (5:9) میں فرمایا کہ مسلمان کو ہمیشہ انصاف سے کام لینا چاہئے اور فرمایا کہ دوسروں کی دشمنی بھی تمہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کرے۔ اسی طرح (سورۃ النساء) 4:136 میں فرمایا کہ انصاف سے گواہی دو۔ اپنے خلاف، اپنے والدین کے خلاف اور اپنے رشتہ داروں کے خلاف بھی سچی گواہی دینی پڑے تو دو۔ اس سے بڑھ کر انصاف کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔ تمام مسلمان جو مسجد میں آتے ہیں ان کو حکم ہے کہ ہر وقت اور ہر موقع پر اس تعلیم پر عمل کریں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص اس تعلیم کی موجودگی میں کسی کو اس کے حقوق سے محروم کرے۔ قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا کہ مسجد وہ جگہ ہے جہاں ایک شخص محض خدا کی رضا کے لئے عبادت کرتا ہے اور اگر کوئی خالص اور پاک دل کے ساتھ عبادت نہیں کرتا تو اس کی عبادت ردّ کردی جائے گی۔ اس تعلیم کی موجودگی میں کوئی وجہ نہیں کہ مسجد کا نام سن کر لوگ خطرہ محسوس کریں۔ عبادت اسی طرح کرنے کا حکم ہے جو خدا نے بتایا اور وہ یہی ہے کہ عدل و انصاف کو قائم کیا جائے۔ پھر فرمایا سچے عبادت کرنے والے وہ ہیں جو عاجزی اور انکساری اختیار کرتے ہیں۔ پس سچے عبادت کرنے والے ہر جگہ اور ہر وقت انکساری اختیار کرتے ہیں اور اگر ان سے زیادتی کی جائے تو وہ وہاں سے خاموشی سے چلے جاتے ہیں۔ سختی کا جواب نرمی سے دینے کا حکم ہے۔

ایک سچا مومن دوسرے کی زندگی بغیر حق کے نہیں لے سکتا۔ بغیر حق سے یہ مراد نہیں کہ اپنی مرضی سے جان لی جاسکتی ہے۔ کیونکہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ قانون کے تحت اگر اس کی اجازت ہو تو ٹھیک ہے۔ سچا مومن حیادار ہوتا ہے اور ہر بے حیائی کی بات سے اجتناب کرتا ہے۔ یہ سب تعلیم قرآن کریم میں موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ نے صرف ایسے لوگوں کو سچا مومن قرار دیا ہے جو اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں اور ان کے لئے ہی اجر کا وعدہ ہے۔

جماعت احمدیہ جب کوئی مسجد بناتی ہے تو اس کے دو بڑے مقاصد ہوتے ہیں اوّل خدا کی عبادت کرنا، دوم بنی نوع انسان کے حقوق دینا اور ان کی خدمت کرنا۔ اس کے علاوہ اَور کوئی مقصد نہیں۔ اس مسجد کا نام دارالامان ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ ایسی جگہ ہے جو ہر قسم کا امن دیتی ہے اور ہر شخص یہاں محفوظ ہے۔ یہ صرف عبادت کرنے والوں کے لئے محفوظ نہیں بلکہ اردگرد کے لوگوں کے لئے بھی امن اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ہر احمدی لوگوں کے ساتھ محبت اور امن کے قیام کے لئے تعاون کرے گا۔ مجھے امید ہے کہ یہ مسجد روشنی کا مینار ثابت ہوگی۔ ہم سب کو مل کر ان مقاصد کے لئے کام کرنا چاہئے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہمیں ایک اور جنگ عظیم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ جنگ صرف ایک علاقے کے لئے نہیں بلکہ سب دنیا کے لئے ہوگی اور اس کی تباہی غیر معمولی ہوگی اور آئندہ نسل کے لئے بھی تباہی کا موجب ہوگی اس لئے میری آپ سب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس جنگ سے بچنے کی کوشش کریں تاکہ تمام لوگ ہر قسم کی تباہی سے بچ سکیں۔ آخر میں مَیں ایک بار پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خدمت انسانیت

حضور انور نے اپنے خطاب کے بعد خدمت انسانیت کے لئے دو چیک پیش کئے۔

پہلا چیک 2500 پاؤنڈ کی مالیت کا RH Tony Lloyd MP کو اور دوسرا چیک 2500 پاؤنڈ کی مالیت کا لارڈ میئر Cllr. Harry Lyons کو ان کی نامزد کردہ چیریٹیز کے لئے پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ تمام مہمانوں کو قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

آخر میں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد تمام مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ خواتین کو بھی حضرت بیگم صاحبہ کے ساتھ ڈنر پیش کیا گیا۔

ڈنر کے بعد مغرب وعشاء کی نمازیں حضور انور نے جمع کرکے پڑھائیں۔

حضور انور نے اگلے روز صبح 10 بجے لندن واپسی سے پہلے سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور حضور نے ساری مسجد اور اس کے ملحقہ حصوں کا بھی تفصیل سے جائزہ لیا اور روانگی سے قبل حضور انور نے اجتماعی دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام منتظمین اور رضاکاران کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے اس فنکشن کو کامیاب کرنے کے لئے اور مسجد کی تعمیر میں اپنا اپنا کردار ادا کیا ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت احمدیہ جب کوئی مسجد بناتی ہے تو اس کے دو بڑے مقاصد ہوتے ہیں۔

اوّل خدا کی عبادت کرنا، دوم بنی نوع انسان کے حقوق دینا اور ان کی خدمت کرنا۔ اس کے علاوہ اَور کوئی مقصد نہیں۔

اس مسجد کا نام دارالامان ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ ایسی جگہ ہے جو ہر قسم کا امن دیتی ہے اور ہر شخص یہاں محفوظ ہے۔ یہ صرف عبادت کرنے والوں کے لئے محفوظ نہیں بلکہ اردگرد کے لوگوں کے لئے بھی امن اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ مسجد روشنی کا مینار ثابت ہوگی۔

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا 27/اپریل 2012ء کو مسجد دارالامان کی افتتاحی تقریب کے موقع پر حاضرین سے خطاب)

مسجد دارالامان مانچسٹر کی افتتاحی تقریب میں علاقہ کے لارڈ میئر، ممبران پارلیمنٹ، کونسلرز اور دیگر معززین کی شرکت۔ جماعت احمدیہ کی امن پسندی کو خراج تحسین

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ۔ مبلغ سلسلہ لندن)

17 ستمبر 1945ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج رات یعنی 16 و 17 ستمبر 1945ء کی درمیانی رات کو قریباً دو تین بجے مَیں نے دیکھا کہ مَیں ہوائی جہاز پر سوار ہوں اور انگلستان جا رہا ہوں۔ ہوائی جہاز بڑا ہے اس میں اَور مسافر بھی سوار ہیں۔ ہم انگلستان کے ایک پہاڑی علاقہ میں اترے ہیں...... یہ علاقہ جہاں جہاز اترا ہے لندن سے شمال کی طرف معلوم ہوتا ہے...... مَیں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ جہاز کہاں جا کر اترے گا تو اس نے کہا سکاٹ لینڈ۔ پھر مَیں نے اس سے پوچھا کہ سکاٹ لینڈ کے کون سے شہر میں؟ تو اس نے جواب دیا گلاسگو میں۔ پھر مَیں نے اس سے دریافت کیا گلاسگو یہاں سے کتنی دُور ہے؟ تو اس نے کہا ایک لحاظ سے پندرہ سو میل اور ایک لحاظ سے دو سو میل......۔

اس خواب کی تعبیر کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا مَیں سمجھتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ سکاٹ لینڈ میں احمدیت کی اشاعت کے سامان کرے اور شاید کوئی ایسی تحریک پیدا ہو جو گلاسگو سے دو سو میل جنوب کی طرف سے شروع ہو کر گلاسگو تک جاری ہو کیونکہ گلاسگو سے دو سو میل ورے ہوائی جہاز ٹھہرا ہے اور یہ جو جواب دینے والے نے کہا کہ ایک طرف سے پندرہ سو میل۔ اگر بات کہنے والے کی غلط نہیں تو پھر اس کے یہ معنے بنتے ہیں کہ یہ مقام شمال مغربی انگلینڈ کے قریب واقعہ ہے۔ وہاں سے اگر مغرب کی طرف سے بجائے خشکی کے راستے سے جانے کے جہاز کے رستے جائیں تو غالباً ہزار پندرہ سو میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ (الفضل 21 ستمبر 1945ء بحوالہ رؤیا وکشوف سیدنا محمودؓ صفحہ 291)

قارئین کے لئے یہ امر دلچسپی کا موجب ہوگا کہ مانچسٹر کا شہر انگلستان کے شمال مغرب میں گلاسگو کے جنوب میں قریباً 200 میل کے فاصلہ پر ہی واقعہ ہے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو جو خبر 1945ء میں بذریعہ خواب دی تھی وہ لفظاً لفظاً پوری ہو رہی ہے اور آج خدا کے فضل سے نہ صرف مانچسٹر میں ایک مضبوط احمدیہ جماعت قائم ہے بلکہ مانچسٹر کے اردگرد بھی کئی احمدیہ جماعتیں تبلیغ اسلام کے کام میں سرگرم عمل ہیں۔ جب یہ خواب حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمائی تھی اس وقت ایک بھی جماعت اس علاقے میں موجود نہیں تھی۔ اس لحاظ سے آج مانچسٹر اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں جماعت احمدیہ کا قیام اور اس کا تبلیغِ اسلام کے کام میں مشغول ہونا صداقتِ احمدیت کا ایک نشان ہے اور اس بات کا بھی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو قبل از وقت خبریں دے کر اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مقرب الی اللہ ہونے کا بھی اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے:

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

مسجد دارالامان مانچسٹر کا موجودہ پراجیکٹ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے 4 مارچ 2007ء میں شروع کیا تھا۔ اس غرض کے لئے مکرم امیر صاحب خود مانچسٹر تشریف لے گئے اور احباب کو مالی قربانی کی تحریک کی۔ اس موقع پر سات لاکھ پاؤنڈ کے وعدے ہوئے۔ بعد ازاں 8 مارچ 2009ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور آپ نے ہی 27 اپریل 2012ء کو اس کا بابرکت افتتاح فرمایا۔ اس موجودہ پراجیکٹ پر 12 لاکھ پاؤنڈ کی خطیر رقم خرچ ہوئی جو احباب جماعت نے انفرادی قربانیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے پیش کی۔ سال 2012ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سے قبل یوکے میں پانچ مساجد کا افتتاح فرمایا اور مسجد دارالامان مانچسٹر چھٹی مسجد تھی۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ یوکے کی تاریخ میں یہ ایک منفرد سال ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر معمولی فضلوں سے جماعت کو نوازا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

حضور انور ایدہ اللہ کی مانچسٹر تشریف آوری

جمعرات 26 اپریل کو صبح سے ہی لندن سے مہمانان کرام کی آمد شروع ہوگئی۔ ان میں شعبہ سمعی و بصری کی ٹیمیں، MTA کے کارکنان۔ AIMS ٹیم اور نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران بھی شامل تھے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع حضرت بیگم صاحبہ و دیگر اراکین قافلہ اسی روز شام ساڑھے نو بجے مانچسٹر مسجد تشریف لائے۔ مکرم امیر صاحب یوکے، مکرم ریجنل امیر نارتھ ویسٹ ڈاکٹر نصیر احمد صاحب، مکرم ریجنل مشنری داؤد قریشی صاحب، مکرم انوار الحق صاحب صدر جماعت مانچسٹر ساؤتھ اور مکرم عبدالباسط صاحب صدر جماعت مانچسٹر نارتھ، مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب چیئرمین مسجد کمیٹی اور دیگر احباب نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ بچوں نے ترانے گائے۔ حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے گئے۔ سب سے پہلے حضور انور نے مسجد دارالامان میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں جن میں احباب و خواتین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اگلے روز فجر کی نماز حضور انور نے پونے پانچ بجے پڑھائی اس میں بھی احباب کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

تقریب افتتاح و خطبہ جمعہ

مورخہ 27 اپریل ایک بجے دوپہر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاحی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اجتماعی دعا کرائی۔ اس موقع پر نارتھ ویسٹ ریجن کی جماعتوں مانچسٹر ساؤتھ و نارتھ، نارتھ ویلز، لورپول، بلیک برن اور پریسٹن کے احباب کے علاوہ ملک کے دوسرے متعدد شہروں کے احباب بھی شامل تھے۔ اسی طرح BBC ریڈیو مانچسٹر اور اخبار مانچسٹر ایوننگ نیوز کے نمائندگان بھی موجود تھے جنہوں نے متعدد انٹرویوز لئے اور تصاویر بھی لیں۔ بعد ازاں حضور مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو MTA کے ذریعہ ساری دنیا کے ممالک میں دیکھا اور سنا گیا۔ (حضور انور کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے 18 مئی 2012ء کے شمارہ میں شائع کیا جا چکا ہے۔)

نماز جمعہ کے بعد کچھ وقفہ تھا جس کے دوران مہمانوں کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

ساڑھے پانچ بجے شام حضور انور نے مسجد کے احاطہ میں زیتون کا یادگاری پودا لگایا اور حضرت بیگم صاحبہ نے انجیر کا پودا لگایا۔ اس کے بعد حضور خواتین کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے اسلامی ترانے پیش کئے اور اس کے علاوہ حضور انور نے 24 بچیوں کی تقریب آمین کروائی۔ حضور انور نے از راہ شفقت بچوں میں چاکلیٹ بھی تقسیم فرمائے۔ بعد ازاں حضور مردوں کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں مسجد کمیٹی اور جماعتوں کی مجالس عاملہ اور ذیلی تنظیموں انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے اراکین نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

مہمانوں کے ساتھ فنکشن

6:45 بجے مہمانوں کے ساتھ خصوصی فنکشن منعقد ہوا۔ اس سے قبل بعض اہم شخصیات نے حضور انور کے ساتھ انفرادی ملاقاتیں کیں۔ ان میں RH Kate Green MP, Sir Gerald Kaufman MP, RH John Leech MP, RH Tony Lloyd MP اور مانچسٹر کے لارڈ میئر Cllr. Harry Lyons شامل تھے۔ اس کے بعد حضور انور فنکشن ہال میں تشریف لے گئے جہاں تقریب استقبالیہ منعقد ہوئی جس میں احباب جماعت کے علاوہ 350 مہمانوں نے شرکت کی جن میں لیکچررز، پروفیسرز، ڈاکٹرز، اساتذہ، کونسلرز اور دوسری اہم شخصیات شامل تھیں۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عبدالغالب خان صاحب نے کی۔ انگریزی ترجمہ انگریز نواحمدی Mr. David Stephen Bell نے پیش کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم عابد خان صاحب نے ادا کئے۔ مکرم ڈاکٹر نصیر احمد چودھری صاحب ریجنل امیر نارتھ ویسٹ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور انہوں نے اپنی تقریر میں جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے رکھی۔ آپؑ کا دعویٰ ہے کہ آپ پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ جماعت کے موجودہ سربراہ جو ہمارے درمیان موجود ہیں بانی سلسلہ احمدیہ کے پانچویں خلیفہ ہیں اور ہم آپ کے بہت ہی ممنون ہیں کہ آپ اس مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لائے ہیں۔

جماعت احمدیہ مانچسٹر کا قیام 1966ء میں عمل میں آیا۔ 1980ء میں مانچسٹر میں پہلا مرکز نماز و مشن ہاؤس خریدا گیا جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا۔ موجودہ جگہ 1991ء میں خریدی گئی اور 1992ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا افتتاح فرمایا لیکن نمازیوں کے لئے جگہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اور اس مرکز کو مسجد کی باقاعدہ شکل دینے کے لئے نئی عمارت کا سنگ بنیاد ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 8 مارچ 2009ء کو رکھا اور آج بفضلہ تعالیٰ آپ ہی اس کا افتتاح فرما رہے ہیں۔ اس پر 12 لاکھ پاؤنڈ خرچ ہوئے ہیں اور اس میں دو ہزار لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ بیت الفتوح کے بعد یہ جماعت احمدیہ کی دوسری بڑی مسجد ہے۔ نارتھ ویسٹ ریجن کے احباب نے اس مسجد کے لئے دس لاکھ پاؤنڈ کا وعدہ کیا ہے جس کا اکثر حصہ ادا کر چکے ہیں اور باقی بھی ادا کر رہے ہیں۔ ہم مانچسٹر کونسل کے افسران کے بہت شکر گزار ہیں جنہوں نے ہر موقع پر ہم سے تعاون کیا۔ اسی

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ یوکے (منعقدہ 7 تا 9 ستمبر 2012ء)

دنیا کے مختلف ممالک سے وفود کی آمد اور جلسہ میں شمولیت۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقاتیں اور حضورانور کی ان ایام میں غیر معمولی مصروفیات کی مختصر رپورٹ

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

جلسہ سالانہ یوکے کی تیاری کے لئے انتظامات تو جلسہ کی تاریخوں سے دوتین ماہ قبل شروع ہوجاتے ہیں اور بیت الفتوح میں قائم بعض نظامتیں بھرپور طریق سے اپنا کام شروع کردیتی ہیں۔ حدیقۃ المہدی میں وقارِعمل کے ذریعہ جلسہ گاہ کی تیاری کا کام شروع ہوجاتا ہے اور کارکنان بڑی محنت سے تمام مفوضہ امور کی بجاآوری میں مصروف ہوچکے ہوتے ہیں۔ تاہم جلسہ کی روایات کے مطابق جلسہ کی ڈیوٹیوں کا باقاعدہ افتتاح جلسہ کے آغاز سے پانچ روز قبل بروز اتوار ہوتا ہے۔ چنانچہ امسال بھی جلسہ سالانہ یوکے کی ڈیوٹیوں کا باقاعدہ افتتاح جلسہ کے آغاز سے پانچ دن قبل 2 ستمبر 2012ء کو ہوا۔

2 ستمبر 2012ء بروز اتوار

معائنہ انتظامات جلسہ

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ سوا تین بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی۔ اور مسجد بیت الفضل لندن سے جلسہ سالانہ 2012ء کے انتظامات کے معائنہ کے لئے سب سے پہلے بیت الفتوح تشریف لے گئے جہاں جلسہ سالانہ کے انتظامات کی تیاری کے حوالہ سے مختلف شعبہ جات اور دفاتر ایک عرصہ سے کام کررہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب سے پہلے Scanning and Security کی نظامت کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خواتین کے رہائشی حصوں کا معائنہ فرمایا۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کار پارکنگ کے شعبہ کا معائنہ فرمایا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر اس شعبہ کے ناظم نے بتایا کہ یہاں ان گاڑیوں کے پاس (Pass) تیار کئے جارہے ہیں جو حدیقۃ المہدی اور country park میں پارک کی جائیں گی۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Registration کی نظامت میں تشریف لے گئے جہاں ایک کارکن نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سامنے ایک AIMS کارڈ تیار کیا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر کارکن نے سارا procedure عملاً کرکے دکھایا کہ AIMS کارڈ تصویر کے ساتھ کیسے تیار کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نور ہال تشریف لے گئے جہاں مرد احباب کی رہائش کا انتظام کیا گیا ہے۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نظامت کچن (Kitchen) تشریف لے گئے جہاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تیارشدہ کھانے کا جائزہ لیا اور کچن کے دیگر انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ دال اور آلو گوشت کا سالن تیار تھا۔ سالن کا جائزہ لینے کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سالن اچھا پکا ہوا ہے۔ نیز حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ شوربہ کم رکھا کریں۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بُک سٹور میں تشریف لے گئے۔ قادیان سے نئی پرنٹ ہونے والی بہت سی کتب یہاں موجود تھیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب قادیان میں ہمارے پریس میں پرنٹنگ اور بائنڈنگ کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔ روحانی خزائن کے متعلق حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ قادیان سے اور منگوائیں۔ قادیان میں چھپ رہی ہیں۔

نظامت لنگرخانہ بیت الفتوح کے معائنہ کے دوران امیر صاحب یوکے نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے لنگر خانہ کو مزید بہتر کیا گیا ہے اور نئے سٹیل کے دیگچے منگوائے گئے ہیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ یہ دیگچے پاکستان یا انڈیا سے منگوائے ہیں۔ اس پر افسر صاحب جلسہ سالانہ نے بتایا کہ چائنا سے منگوائے گئے ہیں اور یہ زیادہ بہتر ہیں۔

بیت الفتوح میں قائم دفاتر اور شعبہ جات کے معائنہ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۴ بجے سہ پہر اسلام آباد تشریف لے گئے۔

اسلام آباد میں موجود گیسٹ ہاؤس کے معائنہ کے دوران حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صفائی کے بارہ میں امیر صاحب یوکے سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ گیسٹ ہاؤس اس طرح صاف رکھا کرتے ہیں؟ جس پر امیر صاحب نے عرض کیا کہ حضور ہم انشاء اللہ پوری کوشش کررہے ہیں کہ ایسا ہی معیار قائم رہے۔

اسلام آباد میں دو روٹی پلانٹ نصب ہیں جہاں سے ہرسال جلسہ کے مہمانوں کے لئے ایک بہت بڑی تعداد میں روٹی تیار کی جاتی ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دونوں پلانٹس کا معائنہ فرمایا۔

معائنہ کے دوران حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ نان کے دو مختلف سائزوں کے بارہ میں سوال اُٹھا تھا۔ جس پر اس شعبہ کے ایک کارکن نے بتایا کہ ایک 100 گرام کا نان تیار ہوسکتا ہے اور دوسرا 75 گرام کا نان تیار ہوتا ہے۔ پچھلے سال 75 گرام والا نان تیار کیا گیا تھا۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ 100 گرام والا نان ٹھیک ہے۔ یہی رکھیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روٹی پلانٹ پر کام کرنے والے ایک انجینئر شیخ رشید صاحب سے گفتگو فرمائی اور فرمایا کہ قادیان میں بھی روٹی پلانٹ بھجوایا گیا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ وقت کے لئے رقیم پریس بھی تشریف لے گئے جہاں الفضل انٹرنیشنل شائع ہورہا تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پریس میں ہونے والے کام کا جائزہ لیا اور بعض امور کے متعلق انچارج پریس سے دریافت فرمایا۔

معائنہ کے دوران اسلام آباد کے رہائشی حصہ سے گزرتے ہوئے ایک مکان کی چھت کے بارہ میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس کی مرمت کروائیں اور زیادہ انتظار نہ کریں۔

شعبہ نظامت مہمان نوازی کے معائنہ کے دوران حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچن کے متعلق فرمایا کہ اس کچن کو اب ٹھیک کریں۔ اب تو یہاں پلان کوئی نہیں رہا۔ ختم ہوگیا ہے۔ اس کی صفائی کریں یا پھر اس کو renovate کریں۔ جلسہ سے بہت پہلے یہ ہوجانا چاہئے تھا۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈائننگ ہال کا معائنہ فرمایا جہاں اسلام آباد میں مقیم مہمانوں کو کھانا کھلایا جائے گا۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسمبلی ہال تشریف لے گئے جہاں 47 عرب مہمانوں کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ اسی طرح لجنہ گیسٹ ہاؤس کا بھی دیکھا جہاں عرب ممالک سے آنے والی خواتین کے لئے رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔

معائنہ کے دوران حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک خالی مکان میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس کو بھی پینٹ کرنا ہے۔ جو چیزیں تبدیل ہونے والی ہیں وہ تبدیل کریں اور ایک دفعہ ٹھیک کردیں۔

اسلام آباد میں جلسہ کے حوالہ سے قائم شعبہ جات کے معائنہ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ساڑھے پانچ بجے 'حدیقۃ المہدی' تشریف آوری ہوئی۔ پانچ بجکر پچیس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 'حدیقۃ المہدی' تشریف لائے۔ یہاں پر حضورانور نے تفصیل کے ساتھ جلسہ کے تمام شعبوں، نظامتوں اور دیگر انتظامات کا معائنہ فرمایا۔

مکرم عمران احمد چغتائی صاحب نائب افسر جلسہ سالانہ نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔ اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب سے پہلے نظامت سٹور کا معائنہ فرمایا اور جلسہ کے لئے تیار کئے جانے والے بستر دیکھے اور افسر صاحب جلسہ سالانہ کو اس بارہ میں ہدایات دیں۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظامت ٹرانسپورٹ، نظامت لجنہ سکینگ، نظامت کار پارک اور سائٹ آفس کا معائنہ فرمایا اور موقع پر ہدایات دیں۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظامت ہیلتھ اینڈ سیفٹی کا معائنہ فرمایا۔ معائنہ کے دوران ایک کارکن نے بتایا کہ کافی مہمان آئے ہوئے ہیں۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کل قادیان والے بھی آرہے ہیں۔ کچھ کل اور باقی پرسوں دودنوں میں آرہے ہیں۔ وہاں پر بعض کارکنان نے سپیشل ہیلمٹ پہن رکھے تھے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارہ میں دریافت فرمایا۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظامت فرسٹ ایڈ (First Aid) کا معائنہ فرمایا اور ڈاکٹر مظفر احمد صاحب سے ازراہِ شفقت گفتگو فرمائی۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظامت communication کا معائنہ فرمایا اور باہر سے رابطہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اس پر ناظم صاحب نے بتایا کہ ٹیلیفون سسٹم کے ذریعہ باہر سے باقاعدہ رابطہ قائم ہے۔ لیکن حدیقۃ المہدی کے اندر مختلف شعبوں کا آپس میں Walkie Talkie سسٹم کے ذریعہ رابطہ ہوگا۔ اس شعبہ میں ایک Antenna بھی نصب کیا گیا تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر ناظم صاحب نے بتایا کہ مضبوطی سے باندھا ہوا ہے اور ہوا سے گرنے کا امکان نہیں ہے۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظامت صفائی کا معائنہ فرمایا اور تفصیل سے ہدایات دیں۔ افسر صاحب جلسہ سالانہ نے بتایا کہ امسال Marquee میں Cubical (کیوبیکل) ٹائلٹس تیار کئے گئے ہیں وہ کیبن کی نسبت زیادہ بڑے ہیں اور ان میں سہولت ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہاں پانی استعمال ہوگا اس لئے یہاں rubber ڈال دینا چاہئے۔ بے شک Lino (لائنو) ڈال دیں ورنہ لوگوں کے کپڑے گندے ہوں گے۔ لائنو ہوگا تو آسانی سے صفائی کرسکتے ہیں۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لنگرخانہ کا معائنہ فرمایا۔ دال اور آلو گوشت کا سالن پکا ہوا تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

سالن کا معیار دیکھا اور فرمایا کہ اچھا پکا ہوا ہے۔ نمک وغیرہ بھی ٹھیک ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لنگر خانہ نمبر 2 میں تشریف لے گئے جہاں مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کے لئے کھانا تیار ہوتا ہے۔ یہاں کے کارکنان نے ایک کیک تیار کیا ہوا تھا۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت اس کیک میں سے ایک حصہ کاٹ کر معاونین کو دیا۔ بعد ازاں حضور انور نے دیگیں دھونے اور صاف کرنے والے شعبہ کا معائنہ فرمایا اور پانی کے ہائی پریشر کے ساتھ دیگیں دُھلتی ہوئی دیکھیں۔ دیگیں دھونے کے لئے خصوصی انتظام کیا گیا ہے تاکہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ دیگیں دُھل سکیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے MTA کے ڈیپارٹمنٹ کا معائنہ فرمایا۔ مردانہ جلسہ گاہ اور لجنہ جلسہ گاہ کے درمیان مارکیز لگا کر اور مختلف کیبنز رکھ کر ایم ٹی اے ڈیپارٹمنٹ کے مختلف شعبے قائم کئے گئے ہیں۔ چیئرمین ایم ٹی اے سید نصیر شاہ صاحب نے ان شعبوں کا تعارف کروایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر شعبہ میں تشریف لے گئے اور مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ان کو ہدایات سے نوازا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ تشریف لے آئے اور سٹیج کا معائنہ فرمایا اور مردانہ جلسہ گاہ دیکھا۔

مردانہ جلسہ گاہ کی وسیع و عریض مارکی کے ایک طرف جلسہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب کا انتظام کیا گیا تھا۔ تمام ناظمین اپنے اپنے معاونین کے ساتھ اپنے شعبہ کی تختیوں کے پیچھے کھڑے تھے۔

انتظامات جلسہ کا باقاعدہ افتتاح

چھ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ کی ڈیوٹیوں کی اس افتتاحی تقریب کے لئے تشریف لائے اور جلسہ کی روایت کے مطابق تمام ناظمین کو باری باری شرفِ مصافحہ بخشا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لائے اور پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم نفیس احمد قمر صاحب نے کی اور عزیزم صباح الدین احمدی صاحب نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگلے جمعہ سے جلسہ شروع ہو رہا ہے اور کارکنان نے اب تک جو انتظامات ہونے چاہئے تھے اس کے مطابق بڑے اچھے رنگ میں تمام کام سرانجام دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزا دے۔ گزشتہ جمعہ پر میں تفصیلی ہدایات دے چکا ہوں۔ مہمان نوازی کے بارہ میں بھی ہدایات دے چکا ہوں۔ ان کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ اور جو تجربہ کار ہیں وہ اپنے معاونین کو بھی اس طرح سمجھائیں کہ ان کو آئندہ کام کرنے کی ایسی عادت پڑے کہ جو کام انہیں دیا جائے اُسے وہ برکت سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرلیں۔"

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ مارکی میں تشریف لا کر ریفریشمنٹ کے پروگرام میں شمولیت فرمائی۔

قریباً ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حدیقۃ المہدی سے مسجد فضل لندن کے لئے روانہ ہوئے۔

مورخہ 3، 4 اور 5 ستمبر 2012ء
(بروز سوموار، منگل اور بدھ)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ تین ایام انتہائی مصروفیت سے گزرے۔ حضور انور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ اس کے علاوہ حضور انور کی خدمت میں جلسہ سالانہ کے انتظامات اور دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے وفود اور مہمانوں کے حوالہ سے مختلف شعبوں کی طرف سے رپورٹس بھی پیش ہوتیں اور ساتھ ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہدایات سے نوازتے۔ بعض عہدیداران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کر کے جلسہ سالانہ کے انتظامات کے تعلق میں مختلف امور اور معاملات میں رہنمائی حاصل کی۔ ان تین ایام میں بڑی کثرت کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک سے مہمانان کرام لندن پہنچے۔

6 ستمبر 2012ء (بروز جمعرات)

آج پروگرام کے مطابق حدیقۃ المہدی کے لئے روانگی تھی۔ نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے لئے دنیا کے درج ذیل ممالک سے آنے والی فیملیز نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔ سویڈن، نیوزی لینڈ، شارجہ، ناروے، آسٹریلیا، قادیان (انڈیا)، سوئٹزرلینڈ، ڈنمارک، سپین، کانگو، فن لینڈ اور پاکستان سے لاہور، ربوہ، اسلام آباد اور راولپنڈی سے آنے والی فیملیز شامل تھیں۔

آج مجموعی طور پر 25 فیملیز کے 116 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے بڑی عمر کے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کے پروگرام کے بعد قریباً سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد فضل لندن سے حدیقۃ المہدی کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حدیقۃ المہدی تشریف آوری ہوئی۔ سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ کی مارکی میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ جلسہ سالانہ کے تین ایام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حدیقۃ المہدی میں ہی قیام فرمایا۔

7 ستمبر 2012ء بروز جمعۃ المبارک

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

جلسہ کے ایام میں حدیقۃ المہدی جو قریباً 200 ایکڑ پر مشتمل ہے ایک شہر کی صورت میں آباد نظر آ رہا ہے اور قریباً 30 ہزار عشّاقِ احمدیت کا مسکن بنا ہوا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے احباب مرد و زن بچے، بوڑھے اور نوجوان روحانی ماحول میں اس طرح رچ بس گئے ہیں کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے ربّ کے حضور سجدہ ریز نظر آتے ہیں اور ان کی زبانیں ذکرِ الٰہی سے تر ہیں۔

خطبہ جمعہ

قریباً ساڑھے بارہ بجے تک مردانہ مارکی اور لجنہ کی مارکی مہمانوں سے بھر چکی تھیں۔ ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نمازِ جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن قبل ازیں شائع ہو چکا ہے۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔ آج کے پروگرام کے مطابق ساڑھے چار بجے جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس تھا۔ اس اجلاس سے قبل پروگرام کے مطابق پرچم کشائی کی تقریب تھی۔

چار بجکر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور لوائے احمدیت لہرایا۔ جبکہ امیر صاحب یوکے نے برطانیہ کا قومی پرچم لہرایا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ احبابِ جماعت نے والہانہ اور پُرجوش نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم عبدالمومن طاہر صاحب مبلغ سلسلہ نے تلاوت کی اور اس کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں ندیم احمد زاہد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔

افتتاحی اجلاس

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کا افتتاحی خطاب فرمایا اور خطاب کے آخر میں دعا فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب دنیا کے تمام براعظموں میں براہِ راست نشر کیا گیا اور مختلف زبانوں میں اس کے براہِ راست تراجم بھی نشر ہوئے۔ اس کے علاوہ جلسہ گاہ کے اندر درج ذیل گیارہ زبانوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات کا live ترجمہ کرنے کا انتظام کیا گیا تھا:

1۔ انگریزی	2۔ عربی	3۔ ترکی
4۔ انڈونیشین	5۔ فرنچ	6۔ بوسنین
7۔ رشین	8۔ جرمن	9۔ البانین
10۔ بنگلہ	11۔ سپینش	

اس افتتاحی خطاب اور دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس افتتاحی خطاب کا مکمل متن حسبِ طریق علیحدہ شائع ہوگا۔

کھانے کی مارکی اور لنگر خانہ کا وزٹ

آج مغرب کی ادائیگی سے کچھ وقت قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور اچانک مردوں کی کھانے کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں احباب کھانا کھا رہے تھے۔ اپنے پیارے آقا کو اچانک اپنے درمیان دیکھ کر احباب کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے اور احباب نے بڑے جوش سے نعرے بلند کئے اور اپنے پیارے آقا سے اپنی فدائیت اور محبت کا اظہار کیا۔ ہر ایک اپنی اس خوش نصیبی پر بہت خوش تھا۔ ہر ایک نے اپنے آقا کا انتہائی قریب سے دیدار کیا اور برکتیں حاصل کیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منتظمین کو ہدایت فرمائی کہ میزوں کا آپس میں فاصلہ بڑھائیں تاکہ مہمانوں کو کھانا کھانے میں آسانی ہو۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے لنگر خانہ میں بھی تشریف لے گئے اور وہاں مختلف امور کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

پونے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی اور پھر اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم حمیدالمحامد صاحب مرحوم

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14 نومبر 2012ء میں مکرم حمیدالمحامد صاحب کا ذکرخیر مکرم مجیب الرحمٰن صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے

مکرم حمیدالمحامد صاحب 18/اکتوبر 2009ء کو حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئے۔

موت حامدؔ یوں گلے اٹھ کر ملی
جیسے ہم سے تھی شناسائی بہت

مرحوم میرے چچازاد بھائی تھے۔ مجھ سے دوتین سال ہی بڑے تھے اور یوں اُن کا بچپن جوانی اور بڑھاپا میری نظروں کے سامنے ہے۔ بچیاں بیاہ دی تھیں، بیٹے برسرروزگار ہیں، خود ریٹائرمنٹ کے بعد ایک نہایت آسودہ اور مطمئن زندگی گزار رہے تھے اور ہرلحہ گویا اپنی وفات کے لئے تیار تھے۔ اپنی ایک مناجات میں تمنا کا اظہار یوں کیا تھا۔

پردہ سرکاؤں ذرا صبح کا چہرہ دیکھوں
اے خدا تیری عنایات کا جلوہ دیکھوں
تجھ کو پاؤں میں سدا دل کے نہاں خانے میں
خود سے باہر بھی سدا تجھ کو ہی برپا دیکھوں
ہرگھڑی مجھ پہ قیامت کی گھڑی ہے حامدؔ
داور حشر میں بخشش کا اشارہ دیکھوں

بوقت وفات جماعت احمدیہ اسلام آباد میں بطور قاضی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ یہ گویا ان کے تقویٰ اور معاملہ فہمی پر اعتماد کی سند تھی۔ اس سے پہلے اسلام آباد کی جماعت کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ طبیعت میں نظم و ضبط، سلیقہ اور نفاست کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ معاملات کو بروقت ترتیب کے ساتھ سرانجام دینے اور ریکارڈ مرتب کرنے کی بھرپور صلاحیت تھی۔ ایک وقت میں سیکرٹری تعلیم القرآن بھی تھے۔ خدمت قرآن کا ایک جذبہ تھا اور لگن تھی اور یہ جذبہ انہوں نے ورثہ میں پایا تھا۔ ہمارے دادا قاری نعیم الدین بنگال کے ایک دُور افتادہ علاقہ میں پیدا ہوئے۔ نہایت خوش الحان قاری اور باأثر واعظ کی حیثیت سے علاقہ بھر میں شہرت پائی۔ دلسوز اور دلگداز وعظ کے لئے مشہور تھے۔ قرآن سے ایک دلی لگاؤ اور محبت ان کی اولاد در اولاد میں منتقل ہوا اور حمیدالمحامد صاحب نے بھی اس سے وافر حصہ پایا۔ اپنی اولاد کو صحت کے ساتھ قرآن پڑھانے اور سکھانے کی طرف بھی توجہ رہتی تھی۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیوہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

میرے والد مولانا ظل الرحمٰن صاحب اور چچا صوفی مطیع الرحمٰن صاحب تو زمانہ طالبعلمی میں ہی احمدی ہوکر قادیان آگئے تھے۔ تربیت پانے کے بعد میرے والد تو بنگال میں مربی مقرر کئے گئے اور چچا مبلغ بن کر امریکہ چلے گئے۔ 1934ء میں تحریک جدید کے مطالبہ کے مطابق ہمارے والد نے ہمیں قادیان لاکر آباد کردیا۔ حمیدالمحامد صاحب کے والد (میرے تایا) بھی احمدی تو جلد ہی ہوگئے تھے، مگر سرکاری ملازمت میں تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 1940ء میں وہ بھی مستقل طور پر قادیان کے پاکیزہ ماحول میں آبسے۔

برادرم حمید صاحب نے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو مسجد میں نوافل اور نمازیں ادا کرتے ہوئے دیکھا تھا اور ان کے انہماک اور خشوع وخضوع کا دل پر زندگی بھر کے لئے گہرا اثر تھا۔ اکثر اُن کی نمازوں کی کیفیت بیان کیا کرتے اور خود بھی نیم سرگوشی کے عالم میں نماز پڑھنا پسند کرتے کہ دل کے ساتھ ساتھ زبان اور اپنے کان سب ہی اس عبادت میں شامل ہوں۔ اپنے گھر میں اور بچوں میں قادیان کا ماحول بڑی حد تک قائم رکھا ہوا تھا۔

بشری اور شخصی کمزوریاں کس میں نہیں ہوتیں مگر اخلاق وکردار میں کسی کمزوری کا شکار کبھی نہیں ہوئے۔ ڈرتے ڈرتے زندگی گزاری۔ اپنی اس کیفیت کو مرحوم نے اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا:

بزدلی میری مری راہ کی راہبر ٹھہری
ورنہ امکان بہت تھے میری گمراہی کے

اوراسی غزل کا مقطع یوں ہے

زندگی عشق کے شعلوں میں گزاری حامدؔ
ہاتھ آئے نہ کبھی عقل کی بدخواہی کے

مرحوم سچے سیدھے اور صاف احمدی تھے۔ خلافت سے عقیدت اور پیار کے ساتھ اور دلی جذبہ کے ساتھ اطاعتِ خلافت کے عادی تھے۔ وفات کے بعد ان کی ایک ڈائری پر نظر ڈالی جس میں مریم شادی فنڈ اور دیگر مدات میں معین رقم مستقل طور پر ادا کرنے کا عہد کررکھا تھا اور یہ عہد بھی درج تھا کہ ہرنئی تحریک جو خلیفۂ وقت کی طرف سے ہوگی اس میں اس قدر رقم ادا کیا کروں گا۔

افتادطبع ایسی تھی کہ حلقۂ احباب کبھی بہت وسیع نہیں ہوا۔ خاموش طبع اور بےریا انسان تھے، ذاتی نمود ونمائش یا آگے بڑھ کر خودنمائی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جو کام سپرد کیا جاتا یا تسکین قلب ونظر کی خاطر خود اپنے شوق سے اپنے ذمہ لیتے اسے بھی سنوار کر کرنے کے عادی تھے۔ خط اور تحریر ایسی تھی کہ ایک ایک لفظ سلیقہ سے موتی کی طرح پرویا ہوا نظر آتا تھا اور تحریر کتنی ہی طویل ہو، پہلے فقرہ سے لے کر آخری فقرہ تک ایک جیسا حسن قائم رہتا تھا۔ اور جو حسن ترتیب تحریر میں وہی ٹھہراؤ زندگی میں بھی تھا۔ مرنجاں مرنج آدمی تھے مگر فضول خوش گپیوں میں وقت نہیں گزارتے تھے۔

آپ نے لٹریچر میں ایم اے کر رکھا تھا اور حامد برگی کے نام سے انشائیے لکھتے تھے۔ انگریزی ادب کی تاریخ اور اس کی باریکیوں اور تنقید کے اصولوں اور نظریات سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ نہایت ستھرا اور پاکیزہ ادبی ذوق رکھتے تھے اور خود بھی ایک معروف انشائیہ نگار تھے۔ انشائیوں کے دو مجموعے ’’باانداز دگر‘‘ اور ’’ہمہ جہت‘‘ کے نام سے شائع ہوچکے ہیں۔ اردو ادب میں انشائیہ نگاری کے فن پر ان کی بعض تحریروں نے سند کا درجہ حاصل کیا اور برصغیر ہند میں جگن ناتھ آزاد کے پایہ کے لوگوں نے یونیورسٹی میں اپنے طلباء کو ان کی تحریرات پڑھنے کا مشورہ دیا۔ ان کے انشائیے پاکستان اور ہندوستان کے مستند ادبی رسالوں میں شائع ہوتے رہے اور ڈاکٹر وزیر آغا نے ان کو اردو کے سینئر انشائیہ نگاروں میں شمار کیا ہے۔ پروفیسر غلام جیلانی اصغر نے لکھا کہ ’’میں جب حامد برگی کا کوئی انشائیہ پڑھتا ہوں تو مجھے خوشگوار موسم اور کھلی فضا کا احساس ہوتا ہے‘‘۔ ڈاکٹر انور سدید کہتے ہیں۔ ’’وہ متوازن دماغ سے موضوع کے بندسیپ کو کھولتے ہیں اور بڑی محبت آمیز مسکراہٹ سے قاری کی ہتھیلی پر ایک چمکتا ہوا موتی رکھ دیتے ہیں‘‘۔

شعر بھی کہتے تھے اور حامد تخلص کرتے تھے۔ اپنے شعری مجموعہ کے پیش لفظ میں لکھا، ’’شاعر کہلانا مجھے کبھی مرغوب نہ تھا لیکن میں شاعر تھا بچپن سے ہی۔ 70 کی دہائی میں قومی سانحات وحادثات سے ہی دل و دماغ نے شدید اثر قبول کیا‘‘۔ پھر مختلف موضوعات پر لکھا۔ 74ء کے پُرآشوب دَور پر بھی نظمیں کہیں۔

ڈائری لکھنے کی عادت تھی، جو غالباً تاریخ وار تو نہیں تھی، مگر بڑی باقاعدگی سے لکھتے تھے۔ ڈائری میں اپنے گردوپیش، اپنے ماحول اور اپنے جذبات کو الفاظ میں منتقل کرتے تھے۔ وہ ڈائری بذات خود ایک ادبی شاہ پارے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ڈائری کو تسبیح روز و شب کا نام دے رکھا تھا اور سرنامہ پر یہ شعر درج تھا۔

مری صراحی سے قطرہ قطرہ مئے حوادث ٹپک رہی ہے
میں اپنی تسبیح روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

جیسا ڈائری کا نام تھا، فی الواقعہ اپنی زندگی کے ماہ وسال اور روز وشب کو دانہ دانہ شمار کیا۔

لمحہ لمحہ گزاریئے حامد
زندگی خود بسر نہیں ہوتی

اور

ہرغزل سلک تصور ہے کہ حامدؔ جس میں
لفظ پر لفظ پروتے ہیں گہر کی مانند

اور بڑے حساب سے زندگی یوں گزاری کہ

منزل رہی ہمیشہ ہی منزل کے سامنے
جادہ ہو اپنا جیسے نگر سے نگر تلک
حامدؔ بس اس قدر ہی مسافت تھی زیست کی
چلتے رہے ہوں جیسے سحر سے سحر تلک

ہروقت یہ احساس تھا کہ

کونسی منزل پہ جا کر جادۂ ہستی رُکے
کونسے لمحے پہ رُک جائے یہ لمحوں کا سفر

عاقبت ہمیشہ سامنے تھی

فکر امروز و دوش کیا حامدؔ
فکر یوم حساب میں گم ہیں

آپ نے بطور انشائیہ نگار شہرت پائی مگر غزل گوئی میں بھی اچھے اچھے شعر مرحوم کے قلم سے نکلے۔ ان کے شعری مجموعہ ’’دشت طلب‘‘ کو اٹھا کر جو دیکھا تو اکثر غزلوں کے مقطع میں ان کی شخصیت کی جھلک نظر آئی۔ پوری زندگی میں حزن اور اداسی کی ایک چھاپ تھی جس کا شعروں میں بھی اظہار ہوجاتا تھا۔

حامدؔ دکھ کے لاکھ سمندر ہیں
سکھ کے ایک سفینے میں

اور یہ بھی

اشک حامدؔ ہیں لفظ سے موتی
جن کو پلکوں میں روکے بیٹھا ہوں

صلح کل طبیعت رکھتے تھے اور جماعت کے اس مزاج کو خوب پہچانتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

نفرتیں کچھ خمیر ہی میں نہ تھیں
ہم نہ کرتے جو پیار، کیا کرتے

احمدیت کے لئے غیرت رکھتے تھے اور جب کبھی کسی اخبار میں جماعت کے خلاف غلط قسم کا کوئی مضمون شائع ہوتا تو بہت تکلیف محسوس کرتے اور فوراً مذکورہ اخبار کو مراسلہ لکھنے بیٹھ جاتے۔ ان کے ایسے کئی مراسلے، راولپنڈی اسلام آباد کے روزناموں میں شائع بھی ہوئے۔

ربوہ سے محبت تھی اور بہشتی مقبرہ میں جگہ پانے کی تڑپ دل میں رکھتے تھے۔ ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ کے ماحول سے متأثر ہوکر ’’دیار دل‘‘ کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس کا پہلا بند یوں تھا۔

چاند حیرت سے تک رہا تھا بلند پتھر فصیل شب سے
یہ صدیوں ویران وسعتوں کو بسا دیا ہے کسی نے کب سے
یہ شور کیسا ہے گونج کیسی ہے نعرۂ حق و ہو ہے کیسا
یہ کون مخلوق آ بسی ہے یہاں کہ ہے اژدہام جیسا
یہ دشت وصحرا کی چلچلاتی فضا میں باد بہار کیسی
یہ پھول گلشن مہک اٹھے، ہوگئی ہوا مشکبار کیسی

ایک نظم میں لکھتے ہیں:

یہ کن دیاروں کے رہنے والے، کہاں سے چل کر کہاں پہ آئے
یہ خاک کیا ہے کہ جس کے ذرّے فلک سے تاروں کو کھینچ لائے
یہ کیسے ساحل ہیں جن سے طوفان سرپٹک کر پلٹ گئے ہیں
کہ جن کی آغوش میں حوادث بھی موج بن کر سمٹ گئے ہیں

اور آخر میں بہشتی مقبرہ کے ذکر میں دلی کیفیات کو کچھ یوں بیان کیا۔

یہ کیسی وادی ہے جس جگہ پر ہے موت پر رشک زندگی کو
یہیں کہیں عافیت کا گوشہ ملے ہے حسرت یہاں سبھی کو
فنا کی گودی میں بسنے والوں سے رابطہ ان کو کس قدر ہے
کہ وقت گلگشت کتنی مشتاق ہرقدم پر ہر اک نظر ہے
یہ کیسی یادوں کی انجمن ہے یہ کیسی سوچوں کے سلسلے ہیں
یہ شمعیں گل ہوکے بھی فروزاں، یہ پھول کملا کے بھی کھلے ہیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20/نومبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم ڈاکٹر محمودالحسن صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

سوغاتِ فن نہ دانشِ عالم شکار دے
یاربّ! مجھے جنوں کی خلش پائیدار دے
آئی نہیں ہیں راس مجھے کج کلاہیاں
طبعِ قلندری و دلِ خاکسار دے
میری نظر میں ہے وہی فرماں روائے دہر
جو زندگی بھی راہِ محبت میں ہار دے
اہلِ ہوس کا مَیں بھی تو انجام دیکھ لوں
مہلت تو اتنی گردشِ لیل و نہار دے
مومن جسے سمجھتا ہے یکسر متاعِ زیست
وہ روح مضطرب، وہ دلِ بےقرار دے
وہ موت جس کو پا کے ملے عمر جاوداں
ممکن ہو یہ اگر تو مجھے بار بار دے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
23rd November 2012 – 29th November 2012

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 23rd November 2012

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an: An educational programme presented by Qari Muhammad Aashiq.
01:05	Inauguration of Baitul Wahid, Feltham
02:20	Japanese Service
02:40	Roohani Khazaa'in Quiz
03:15	Tarjamatul Qur'an Class
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 11th June 1998
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:45	Huzoor's Tours: Tour of Benin
07:55	Siraiki Service
08:25	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:00	Fiq'ahi Masa'il
11:40	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:10	Seerat-un-Nabi (saw): an Urdu programme on the topic of kindness towards God's creations.
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
14:15	Yassarnal Qur'an [R]
14:30	Bengali Reply to Allegations
15:40	MTA Variety
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours: Benin [R]
19:30	Real Talk: An English discussion programme
20:35	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 24th November 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:30	Yassarnal Qur'an
00:50	Huzoor's Tours: tour of Benin
02:00	Friday Sermon: recorded on 23rd November 2012
03:15	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
05:05	Liqa Ma'al Arab: recorded on 6th August 1998
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Al-Tarteel
06:55	Jalsa Salana Holland 2012: Hadhrat Khalifatul Masih V address on the occasion of Jalsa Salana.
07:55	International Jama'at News
08:25	Story Time
08:45	Question and Answer Session
09:55	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Recorded on 23rd November 2012
12:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:15	Story Time
12:30	Al Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Shahadat-e-Hadhrat Imam Hussain (ra)
16:00	Live Rah-e-Huda: a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Holland 2012
19:30	Faith Matters
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 25th November 2012

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Holland 2012 [R]
02:20	Story Time [R]
02:55	Friday Sermon [R]
04:05	Shahadat e Hadhrat Imam Husain (ra) [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 11th August 1998
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:40	Bustan-e-Waqfe Nau
07:45	Faith Matters
08:50	Question and Answer Session: recorded on 28th June 1996.
10:15	Indonesian Service
11:15	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 23rd March 2012.
12:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Bengali Reply to Allegations
15:15	Bustan-e-Waqfe Nau
16:20	Seerat Hadhrat Masih-e-Maud (as)
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:25	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
19:30	Beacon of Truth: English discussion programme
20:40	Discover Alaska: An English documentary
21:10	MTA Variety
21:45	Friday Sermon: Recorded on 23rd November 2012
22:55	Question and Answer Session [R]

Monday 26th November 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
02:05	Discover Alaska: An English documentary
02:30	Friday Sermon: Recorded on 23rd November 2012
03:50	Real Talk: English discussion programme
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 12th August 1998
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Tours: Tour of Benin
08:35	International Jama'at News
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat. Recorded on 14th March 1999.
10:10	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 7th September 2012.
12:10	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on 2nd February 2007
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Mehfil Na'at-e-Rasool [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours: Benin [R]
19:15	Real Talk: Why I am an Ahmadi
20:55	Rah-e-Huda [R]
22:25	Mehfil Na'at-e-Rasool [R]
23:20	Dars Seerat-un-Nabi [R]

Tuesday 27th November 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:35	Insight
00:55	Al-Tarteel
01:20	Huzoor's Tours: Tour of Benin
02:00	Kids Time
02:30	Friday Sermon: Recorded on 2nd February 2007
03:35	Mehfil Na'at-e-Rasool [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 23rd July 1998.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Jalsa Salana Qadian 2011: Hadhrat Khalifatul Masih V address on the occasion of Jalsa Salana.
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:10	Wildlife: A documentary about Bats
08:40	Question and Answer Session: recorded on 28th June 1996.
10:00	Indonesian Service
11:05	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon
12:15	Tilawat & Insight
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
16:00	MTA Variety
16:35	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the life & character of the Holy Prophet (saw)
17:00	Le Francais C'est Facile
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana Holland 2012 [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 23rd November 2012.
20:30	Insight: recent news in the field of science
21:00	Ahmadiyya Medical Association [R]
21:35	Wildlife: A documentary about Bats [R]
22:15	Seerat-un-Nabi (saw)
22:35	Question and Answer Session [R]

Wednesday 28th November 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Jalsa Salana Holland 2012 [R]
02:20	Le Francais C'est Facile
03:00	Wildlife: A documentary about Bats
03:30	Ahmadiyya Muslim Association
04:15	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:45	Liqa Ma'al Arab: recorded on 21st October 1999
06:00	Tilawat & Dars
06:40	Al-Tarteel
07:10	Jalsa Salana Canada 2012: Address by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
08:00	Real Talk
09:15	Question and Answer Session: Recorded on 15th May 1998.
10:25	Indonesian Service
11:25	Swahili Service
12:35	Tilawat & Dars
13:00	Al-Tarteel
13:40	Friday Sermon: Recorded on 9th February 2007
14:25	Bangla Shomprochar
15:25	Fiq'ahi Masa'il
16:00	Kids Time
16:30	Faith Matters
17:25	MTA Variety
18:05	Al-Tarteel
18:35	MTA World News
18:55	Jalsa Salana Canada 2012 [R]
19:55	Real Talk [R]
21:00	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:35	Kids Time [R]
22:05	MTA Variety [R]
22:45	Friday Sermon [R]
23:30	Intikhab-e-Sukhan: Repeat of 17th November 12

Thursday 29th November 2012

00:25	MTA World News
00:45	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
00:55	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana Canada 2012 [R]
02:30	Fiq'ahi Masa'il
02:55	Mosha'airah: an evening of poetry
04:00	Faith Matters
05:05	Liqa Ma'al Arab: recorded on 28th October 1999
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	Yassarnal Qur'an
07:15	Huzoor's Tours: Benin
08:25	Beacon of Truth
09:30	Tarjamatul Qur'an class: Rec. on 16th April 1996.
10:20	Indonesian Service
11:25	Pushto Service
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:50	Yassarnal Qur'an
13:10	Beacon of Truth [R]
14:20	Friday Sermon: Recorded on 2nd November 2012
15:25	Aaaina
16:05	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
16:40	Rohaani Khazaa'in
17:10	Tarjamatul Qur'an class [R]
18:20	Yassarnal Qur'an [R]
19:00	MTA World News
19:20	Huzoor's Tours: Benin [R]
20:20	Faith Matters
21:30	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:50	Aaina [R]
23:30	Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 16 November, 2012 | Issue No. 46

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ جولائی 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات ۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(دوسری قسط)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے بیان فرماتے ہیں:

''جب مولوی عبداللطیفؓ صاحب مرحوم کی شہادت کی خبر آئی تو ایک طرف تو حضرت صاحب کو سخت صدمہ پہنچا کہ ایک مخلص دوست جدا ہو گیا اور دوسری طرف آپ کو پرلے درجے کی خوشی ہوئی کہ آپ کے متبعین میں سے ایک شخص نے ایمان و اخلاص کا یہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ سخت سے سخت دکھ اور مصائب جھیلے اور بالآخر جان دے دی مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔''

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ:659 بحوالہ اخلاق احمدؑ صفحہ 8 شائع کردہ مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت)

....

قارئین الفضل کے لئے ذیل میں پاکستان سے موصولہ Persecution Report بابت ماہ جولائی 2012ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

....

ملک اسلامی جمہوریہ مگر مسئلہ مسجد کا!!

گھٹیالیاں، ضلع سیالکوٹ، 3 جولائی: اس قصبہ میں احمدیوں کی ایک کثیر تعداد آباد ہے۔ ایک عرصہ سے مولوی ان احمدیوں کو تنگ کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں، اور حال ہی میں ان فسادیوں نے 12 احمدیوں کے خلاف PPC 298-B کا مقدمہ درج کروانے میں کامیابی حاصل کر ہی لی۔ 10 ملزمان پولیس کی تحویل میں ہیں اور اگر اب کسی جج نے ان ملزمان کو مجرم بنا دیا تو تین سال کی قید اور بھاری جرمانہ ان کا مقدر ٹھہرے گا۔

مولوی ان احمدیوں کی ایذاء دہی کے لئے احمدیہ مسجد کا سہارا لے رہے ہیں۔ فساد فی سبیل اللہ کے حوالہ سے معروف مولوی کو اپنے مفادات سے غرض ہے خواہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا ہی استعمال کرنا پڑے۔ تقریباً دو سال قبل مقامی جماعت نے اپنی مسجد کی تزئین نَو اور کسی حد تک توسیع کا ارادہ کیا تا نمازیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو سہولت مل جائے۔ تب مولویوں نے سرکاری انتظامیہ کی ملی بھگت سے تعمیراتی کام رکوا دیا تھا۔ اب چونکہ مسجد کی چھت کمزور ہوتی جا رہی تھی اور کسی بھی ممکنہ خطرہ کے پیش نظر احمدیوں نے اس کا انتظام کرنا شروع کیا تو مولوی بھاگم بھاگ پولیس کے پاس پہنچا اور شکائت لکھوا دی جس پر فوراً پولیس وقوعہ پر آ گئی لیکن تب تک کام کرنے والے احمدی جا چکے تھے۔

ویسے کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ کوئی مولوی پولیس کے پاس جا کر کسی احمدی کے خلاف زبانی یا تحریری شکائت لگاتا ہے تو قانون فوراً سے پہلے حرکت میں آ جاتا ہے اور احمدیوں پر دھاوا بول دیا جاتا ہے، پکڑ دھکڑ شروع ہو جاتی ہے لیکن 28 مئی 2010ء کو لاہور شہر کی دو مساجد میں کیمروں کی آنکھ کے سامنے کئی گھنٹوں تک خون کی ہولی کھیلی گئی لیکن پولیس اب تک تقاضا کر رہی ہے کہ احمدی ثبوت مہیا کریں تو ان چھیاسی شہداء کے کیس پر پیش رفت ہو سکتی ہے۔ خدا جانے وہ کونسے ''ثبوت'' ہیں جو مولوی تو ملک بھر میں ہر جگہ بہم مہیا کر رہے ہیں اور احمدی تا حال قاصر ہیں۔

اس ضمنی بات کے بعد ہم گھٹیالیاں واپس لوٹتے ہیں۔ مولوی کو اپنا وار خالی جانا ہرگز منظور نہ تھا اس لئے پولیس پر احمدیوں کے خلاف ہر طرف سے دباؤ بڑھایا گیا اور 13 جولائی کو پولیس نے والی بال کھیلتے احمدیوں پر چھاپہ مارا اور 6 خدام کو ساتھ لے گئی۔ اس شام جب بڑے بوڑھے اپنے بچوں کا احوال پوچھنے تھانے گئے تو پولیس نے ان ملاقاتیوں کو بھی دھر لیا۔ اس دوران شیطانوں کا سرغنہ مولوی افضل ارد گرد کے دیہات سے درجنوں فسادی جمع کر کے تھانے پہنچ گیا تا پولیس پر دباؤ بڑھایا سکے۔ یہ شر پسند نعرے بازی کرنے لگے جس پر تھانے میں موجود احمدیوں اور فسادیوں میں ہاتھا پائی ہو گئی۔ تب پولیس نے مولوی کی درخواست پر پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 506 وغیرہ لگا کر چند احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔

چونکہ پاکستان میں مولوی کا سکّہ چلتا ہے اور قائداعظم کی روح تڑپتی ہے۔ ان فسادی مولویوں نے من مانے نتائج کے حصول کے لئے پولیس اور انتظامیہ کو اپنی مٹھی میں کر رکھا ہے۔ ویسے بھی صوبہ پنجاب میں حکومت ہی شر پسند مُلّاں کی ہے، قصہ مختصر پولیس نے مولوی کو راضی کر لیا اور 12 احمدیوں کے خلاف PPC 298-B کا مقدمہ درج کر کے 10 احمدیوں کو حوالات میں بند کر دیا۔ ان ملزمان کے نام یہ ہیں: مکرم مظہر مسعود صاحب، مکرم زاہد مسعود صاحب، مکرم مشرف احمد صاحب، مکرم انعام احمد صاحب، مکرم وقار علی صاحب، مکرم نفیس احمد صاحب، مکرم اسد انعام دانش صاحب، مکرم سفیر احمد صاحب، مکرم اظہر احمد صاحب، مکرم ارسلام مہتاب صاحب، مکرم عابد احمد صاحب اور مکرم عثمان دانش صاحب۔

ان گرفتار شدگان کو چند دن بعد عدالت سے ضمانت منظور ہونے پر سورج کی روشنی دیکھنا نصیب ہوئی۔ لیکن ایک ظالم کے بنائے ہوئے کڑے قانون کے تحت مقدمہ کی کارروائی کے بادل ان کے سروں پر منڈلاتے رہیں گے اور یہ سایہ جلد چھٹتا بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔

یہاں یہ بتانا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سال 2000ء میں ماہ اکتوبر کی 30 تاریخ کو گھٹیالیاں خورد کی مسجد میں نماز ادا کرنے والے احمدیوں پر دہشت گرد معاندین کے ٹولے نے خودکار ہتھیاروں سے گولیاں برسائی تھیں اور اس قتل عام میں پانچ احمدی موقع پر ہی شہید ہو گئے تھے اور چھ نمازی ایک مدت تک زخموں کا علاج کرواتے رہے۔ ویسے جہاں پولیس بیک وقت بیس بیس احمدیوں کے خلاف مقدمات درج کرنے میں لمحہ بھر بھی سوچنا یا ہچکچانا پسند نہ کرتی ہو وہاں احمدیت مخالف شہری اور دیہاتی دہشت گردوں کو کیسی روک؟ شائد اسی کو دوسرے الفاظ میں پشت پناہی کہا جاتا ہے۔ (یاد رہے یہاں پہاڑوں سے آنے والے دہشت گردوں کا ذکر نہیں ہو رہا ہے)۔

چھ احمدیوں پر مقدمہ!!
کیا ظالم جل کر بھی زندہ ہے؟

مالھوکے، ضلع نارووال: اس گاؤں کے احمدیوں کی حالت زار کا تذکرہ متعدد مرتبہ ہو چکا ہے۔ یہاں مولوی قاری اشرف اور پیر اشرف وغیرہ فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے میں پیش پیش ہیں۔ حالات کی سنگینی کا ملاحظہ کرتے ہوئے مقامی احمدیوں نے پولیس کی حفاظت کی استدعاء کی تو مقامی سیاست دانوں کے کہنے پر کچھ انتظام ہو گیا۔ لیکن مولوی کو اپنا کھیل بگڑتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے اپنے بڑوں سے رابطہ کیا کیونکہ آج پنجاب میں مولوی کا سکہ چلتا ہے۔ ان سرپرستوں نے داؤ کھیلا اور سیشن کورٹ میں درخواست دے کر پولیس کے نام حکم نامہ جاری کروا لیا جس کے مطابق پولیس نے چھ احمدیوں کے خلاف PPC 298-C کا مقدمہ ایف آئی آر نمبر 74 میں تھانہ بدوملہی میں مورخہ 29 جون 2012ء کو پرچہ درج کر لیا۔ جس میں عذر بنایا گیا ہے کہ ان احمدیوں نے تبلیغ کی ہے اور تبلیغ کی جو تاریخ درج کی ہے وہ تقریباً 10 ہفتے پرانی ہے۔ ملزمان کے نام ہیں: مکرم سلطان احمد صاحب، مکرم نصیر احمد صاحب، مکرمہ عظمت بی بی صاحبہ اہلیہ نصیر احمد صاحب، مکرم امین صاحب، مکرم غلام حسین صاحب اور مربی سلسلہ احمدیہ جس کا پتہ معلوم نہیں۔ اگر یہ معصوم پولیس کے بعد کسی جج کے ہتھے چڑھ گئے تو ان دفعات کے تحت تین سال کی قید اور جرمانے ان کا مقدر ٹھہریں گے۔

اگر آج پاکستان میں جاری قتل و غارت اور دیگر جرائم کی بلند ترین شرح کو دیکھ کر یہ کہا جائے کہ ملک میں صرف دو ہی قوانین پر عمل ہو رہا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اول: جنگل کا قانون دوم: امتناع قادیانیت آرڈیننس۔

ایسے میں ہم یہی کہیں گے کہ جو امن و حقوق آج احمدیوں کو میسر ہیں وہ خدا تعالیٰ جلد تر پاکستان کے ہر حاکم اور صاحب اختیار کو بھی نصیب کرے۔

مگر دل کی دھڑکن کہاں بند کرو گے؟

PTA نے احمدیہ ویب سائٹ بند کر دی

Dawn.com، 9 جولائی: دی نیشن لاہور کے 7 جولائی کے شمارہ کے مطابق پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی نے جماعت احمدیہ کے زیر انتظام چلنے والی ایک ویب سائٹ بنام www.alislam.org پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اخبار کے مطابق ''اس ویب سائٹ پر گستاخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام تھا اور متحدہ علماء بورڈ نے پی ٹی اے سے اس ویب سائٹ پر پابندی کا مطالبہ کیا تھا''، لیکن مضحکہ خیز امر یہ ہے کہ نہ تو پی ٹی اے اور نہ ہی متحدہ علماء بورڈ نے ایک تحریر، جملہ حتیٰ کہ ایک حرف بھی بطور ثبوت پیش نہیں کیا ہے جو گستاخی یا توہین کے زمرہ میں آ سکے۔ کیا زمانہ آ گیا ہے کہ وہ سیاسی جماعت جس کو ترقی پسند، آزاد خیال، اور اپنی نظیر آپ، سیاسی لیڈر بنام ذوالفقار علی بھٹو نے شروع کیا جس میں بےنظیر بھٹو کے ''شہید جمہوریت'' ہونے کے نعرے بھی لگتے ہیں آج وہی پارٹی مولویوں کے ایک بورڈ کی یرغمال بن چکی ہے اور اظہار رائے کے بنیادی حق کو ہی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔

احمدیہ ویب سائٹ پر اس عجیب و غریب پابندی کے تین دن بعد ایک آزاد صحافی مکرمہ ہما یوسف صاحبہ نے Dawn.com پر No room to breathe کے عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا اور اس پابندی پر بنیادی سوالات اٹھائے ہیں۔ وہ ملک جس میں احمدیوں کو زبانی یا تحریری طور پر تبلیغ کی سرے سے اجازت ہی نہیں ہے وہاں ایسی ویب سائٹ پر بھی پابندی لگانا مولوی کے کس خوف کی عکاسی کر رہا ہے۔ نیز جماعت احمدیہ پر PTA کی یہ کوئی پہلی پابندی نہیں ہے۔ PTA نے www.thepersecution.org کو مکمل طور پر بند کر رکھا ہے جس پر پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی رپورٹس اور ثبوت ساتھ ساتھ مہیا کر دیئے جاتے ہیں۔ اس ویب سائٹ پر پاکستانی حکام کا غصہ بالکل اس ظالم جیسا ہے جو ایک کمزور کا گلا زور سے دبانے کے بعد مزید غصہ اس وجہ سے دکھاتا ہے کہ یہ غریب اب اپنی لال لال آنکھیں مجھے کیوں دکھا رہا ہے؟ او ظالمو! جب ظلم کر لیتے ہو تو پھر اس کی تصویر دیکھ کر طیش میں کیوں آتے ہو؟

نیز جماعت احمدیہ کی ویب سائٹس کو بند کرنا کونسا مشکل کام ہے۔ اگر پی ٹی اے میں ہمت ہے تو ان جہادی تنظیموں کی ویب سائٹس کو بند کرے جو انہیں کھلم کھلا پروپیگنڈا کرنے اور اپنے عزائم اور کارروائیوں کے اظہار کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ پاکستانی طالبان، سپاہ صحابہ، القاعدہ اور درجنوں دیگر تنظیمیں آئے دن اپنی ویب سائٹس پر گردن زدنی کے تازہ بتازہ مناظر، جان سے مارنے کی دھمکی دینے والے پیغامات، نفرت پھیلانے والا مواد اور تشدد کا باعث بننے والا پروپیگنڈا پیش کر رہے ہیں۔

حال ہی میں ابوجندل نے ہندوستانی تفتیش کاروں کے سامنے اقرار کیا ہے کہ لشکر طیبہ کے پاس ''تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ'' نوجوانوں کی ایک ٹیم موجود ہے جو ان کی ویب سائٹس کو چلاتی ہیں، ای میل بھیجتی ہیں، ویب سرورز سے معاملات طے کر کے جگہ بدلتی رہتی ہیں۔

الغرض اس فاضل مصنفہ کا یہ مضمون پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے جس نے کھل کر جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ کی بندش کے خلاف دلائل درج کئے ہیں۔

huma.yusuf@gmail.com
Twitter: @humayusuf

(باقی آئندہ)